ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

اکتوبر 2013ء

حج کعبۃ اللہ اور زیارت قبر مصطفی ﷺ کی فضیلت

حقوقِ زوجین

شہرِ اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

یومِ عید الاضحی ایثار و قربانی کا دن

حضرت عثمان غنیؓ اور آج کا معاشرہ

فرمان الٰہی

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ج فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ط اِنَّ اللهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا.

(النساء: ۱۶۔۱۷)

”اور تم میں سے جو بھی کوئی بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو ایذا پہنچاؤ، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں تو انہیں سزا دینے سے گریز کرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے○ اللہ نے صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جو نادانی کے باعث برائی کر بیٹھیں پھر جلد ہی توبہ کر لیں پس اللہ ایسے لوگوں پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرمائے گا، اور اللہ بڑے علم بڑی حکمت والا ہے○

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ سَفِيْنَةَ رضي الله عنه قَالَ: رَكِبْتُ الْبَحْرَ فِي سَفِيْنَةٍ فَانْكَسَرَتْ فَرَكِبْتُ لَوْحًا مِنْهَا فَطَرَحَنِي فِي أَجَمَةٍ فِيْهَا أَسَدٌ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ وَغَمَزَ بِمَنْكِبِهِ شِقِّي فَمَا زَالَ يَغْمِزُنِي وَيَهْدِيْنِي إِلَى الطَّرِيْقِ حَتَّى وَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيْقِ فَلَمَّا وَضَعَنِي هَمْهَمَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوَدِّعُنِي.

”حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہوگیا اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ (اچانک) وہ شیر سامنے تھا۔ میں نے کہا: اے ابوالحارث (شیر)! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو اس نے فوراً اپنا سرخم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرغرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ،

حمد باری تعالیٰ

الٰہی سہل میری زندگی کے امتحان کردے
زمیں کو گل بداماں آسماں کو مہرباں کردے

بھٹک پائے نہ کوئی راہِ ر و صداقت سے
میرے حرف دعا کو تیرگی میں کہکشاں کردے

قدم اٹھتے نہیں اب تشنگی سے دھوپ میں یارب
رہ منزل پہ اپنی رحمتوں کا سائباں کردے

چمن میں جو بھی آتا ہے وہ تنکے نوچ لیتا ہے
خدایا اور اونچی میری شاخ آشیاں کردے

میرے ایماں کی کشتی بے خطر ساحل پہ جا پہنچے
کچھ اس انداز سے رخ پر ہوا کے باد باں کردے

جو تو چاہے تو سارے رازِ تخلیق دو عالم کے
عیاں کردے، نہاں کردے، نہاں کردے، عیاں کردے

تو اپنے فضل سے افسر کی حمد و نعت کو مولا
عطا لطف زباں کردے، عطا حسن بیاں کردے

(افسر ماہ پوری)

نعت رسول مقبول ﷺ

نذیر، ثانی نہیں ہے رسول اکرم کا
نہ ڈھونڈو سایہ نہیں ہے رسول اکرم کا

سمجھ نہ پائے گی مخلوق، رفعت سرکار
مقام عرش بریں ہے، رسول اکرم کا

یہ جان و مال، یہ اولاد سب نثار ان پر
مرا یہ قلب حزیں بھی ہے، رسول اکرم ہے

بٹھائے ساتھ انہیں عرش پر خدا اپنے
کہ قرب اتنا قریں ہے، رسول اکرم کا

عطا کیا انہیں خُلق عظیم اللہ نے
کہ خُلق سب سے حسین ہے، رسول اکرم کا

اسی سبب سے ہے خورشید روشنی دل میں
کہ عشق دل میں مکیں ہے، رسول اکرم کا

(محمد خورشید عالم)

نمازِ انقلاب۔۔۔ آخری آپشن

پاکستان کو جس شناخت کا حامل بنادیا گیا ہے وہ محمد علی جناحؒ کی فکر اور نظریہ سے متصادم ہے۔ قائداعظم کے ویژن کے مطابق مادر وطن کو دنیا میں ایسے کردار کا حامل ہونا تھا جہاں اس کے باسی خواہ ان کا تعلق کسی مذہب، رنگ اور نسل سے ہو، کے حقوق برابر اور ان کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوں گے۔ دیگر اقوام کے لئے امن کی فراہمی میں معاون ہونا بھی اس کی تشکیل کے مقاصد میں شامل تھا۔ بھٹو کے اقتدار کے خاتمہ کے بعد جنرل ضیاء نے بیرونی آشیر باد کے لئے پاکستان کو ایک اندوہناک دور میں دھکیل دیا اور روس اور امریکہ کی سرد جنگ میں پاکستان کا بہت کچھ نہایت آسانی سے داؤ پر لگ گیا۔ ڈالر آگئے، پاکستان کی معیشت کو سہارا بھی ملا مگر اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ ہیروئین اور کلاشنکوف کلچر نے پاکستانی معاشرے کو گرفت کرلیا۔ اس وقت کے ''مجاہدین'' بعد ازاں فتنہ کا روپ دھار گئے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ 15 سال سے پاکستان میں انتہا پسندی اور دہشت گردی کے شعلے اپنی بلندترین سطح پر ہیں، عوام عدم تحفظ کے نہ ختم ہونے والے احساس میں جکڑے ہیں۔ بازار، سکول، مساجد، جنازگاہیں اور مذہبی عبادت گاہیں تک دہشت گردی سے محفوظ نہیں۔ حالیہ انتخاب کے نتیجے میں آنے والی نواز حکومت کے دور میں عالم یہ ہے کہ ایک ہفتے میں اوسطاً 115 افراد دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کی صلیب پر لٹک جاتے ہیں۔ حکومتی بے بسی عوام کو مایوسی کی جانب دھکیل چکی ہے اور پچھتاوے کے احساس نے انہیں جکڑ لیا ہے۔ دہشت گردی کا فتنہ اتنا بڑھ چکا کہ شیر بھی بھیگی بلی بنا بیٹھا ہے، اسے صرف اپنے ٹکڑوں سے غرض ہے جو اسے عوام کا خون نچوڑ کر کھلائے جارہے ہیں۔ یہ ایسا ''شیر'' ہے جو مردار کھانے سے بھی نہیں ہچکچا رہا۔

موجودہ کرپٹ نظام انتخاب کے نتیجے میں جنم لینے والی نئی حکومت کے دور میں ایسی جمہوریت کا راج قائم ہو چکا جس میں عوام کا وجود ناپید ہے۔ وہ دہشت گردی کے واقعات میں لقمہ اجل بننے کے لئے رہ گئے ہیں یا پٹرولیم مصنوعات، گیس اور بجلی کی قیمتوں میں اضافے کا عذاب جھیلنا ان کا مقدر ہے۔ عوام کی جان، مال اور عزت لٹیروں کے رحم و کرم پر ہے جن کی خبر لینے کا شعور بھی اقتدار کے ایوانوں سے اٹھ چکا۔ لگتا ہے اس حکومت کے قیام میں انتہا پسندوں کے ساتھ کی گئی ڈیل بھی شامل ہے، اسی لئے تو ریاست کے آہنی ہاتھ گدھے کا سینگ بن گئے ہیں۔

وطن عزیز میں بسنے والے غیر مسلم دھرتی کا جزو لاینفک ہیں۔ انہوں نے ہجرت نہیں کی بلکہ پاکستان کے قیام میں کردار نبھایا ہے۔ قائداعظمؒ کے اس فرمان کہ ''مملکت خداداد میں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے برابر حقوق میسر ہوں گے'' سے تحریک حاصل کرکے غیر مسلموں نے قربانیوں کی داستانیں رقم کیں۔ افسوس گذشتہ ماہ پشاور کے چرچ میں دوران عبادت مسیحی بھائیوں پر قیامت ڈھا دی گئی۔ بھاری جانی نقصان ہوا، طالبان نے اس کی ذمہ داری قبول نہیں کی مگر ایسا بیان دیا جس سے روح کانپ اٹھی ہے۔ ان کے ترجمان نے کہا کہ ''پشاور

چرچ پر خودکش حملے ہم نے نہیں کئے مگر جس نے بھی یہ کیا ہے وہ شریعت کے عین مطابق ہے''۔ اپنی مکروہ سوچ کو اسلام جیسے سلامتی والے دین کے ساتھ منسوب کرنا کس قدر گھٹیا اور شرمناک عمل ہے۔ ان درندوں کو کیا معلوم کہ دین کی حقیقی روح کیا ہے؟ انہیں کیا شعور کہ دین اسلام تو حالت جنگ میں بھی عورتوں، بچوں، بوڑھوں پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ مختلف مذاہب کی مذہبی عبادت گاہوں اور ان کے پیشواؤں کو دوران جنگ بھی امان دیتا ہے اور ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ موجودہ دور کے ظالموں کا عمل خارجیت سے جڑا ہے وہ بالکل انہی کی طرح چھوٹی عمر کے نوجوانوں کو اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ ان ظالموں نے جنت انسانی لاشوں سے گزر کر پانے کا جو مکروہ عقیدہ اپنایا ہے وہ انہیں نہ دنیا میں امان دے گا اور نہ ہی آخرت میں۔ ہزاروں، لاکھوں افراد کو ناحق موت کی بھینٹ چڑھانے والے جنت تو کیا اس کی خوشبو کو بھی ترسیں گے اور پوری انسانیت کو ہلاک کرنے کے جرم کی پاداش میں اللہ کا دردناک عذاب بھگتیں گے۔

چرچ میں مصروف عبادت مسیحیوں پر جو قیامت ٹوٹی اس نے پورے ملک کو سوگ میں ڈبو دیا، ہر چہرہ مرجھا گیا۔ ہر کوئی مسیحیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے میں پیش پیش رہا۔ اس سفاک کارروائی نے پوری دنیا میں پاکستان کے تشخص کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس کی معیشت پر ضرب کاری لگائی، سیاحت کی ڈوبتی انڈسٹری کو اور مہمیز لگائی اور وطن عزیز کے ماتھے کو مزید داغدار کیا۔ حکومت پاکستان اسے بیرونی سازش اور سابقہ حکومت سے ورثہ میں ملا ہوا ناسور قرار دے کر جان نہیں چھڑا سکتی۔ حکومتی ایجنسیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں سے کچھ چھپا نہیں، مگر دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے حقیقی کارروائی کی توفیق نہ جانے کیوں سلب ہے؟ خفیہ ایجنسیوں کی ساکھ پر عدالت عظمٰی بھی بارہا تحفظات کا اظہار کر چکی ہے۔ حکومت کی کیا مجبوریاں ہیں کہ وہ ملک تباہ کرنے والوں پر ہاتھ ڈالنے سے معذور ہے؟ کیا اقتدار کے حصول کے لئے یہ سب کچھ دیکھ کر آنکھیں بند رکھنے کا خفیہ معاہدہ تو نہیں کر لیا گیا تھا؟ کیا ملکی مفادات کو اقتدار کے لئے گروی رکھ دیا گیا ہے؟ آئی ایم ایف اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں سے مشکل ترین شرائط پر قرضہ اس لئے لیا گیا ہے کہ چند ہزار بدنام زمانہ ابن بدنام زمانہ کی تجوریاں بھری جائیں اور عوام سے جینے کا حق بھی چھین لیا جائے۔ بجلی، گیس، پٹرول اور اشیائے خورد و نوش تک کی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار بھی عالمی مالیاتی اداروں کو دے دیا گیا۔ موجودہ حکمرانوں بارے تاثر ہے کہ تاجروں کے مفادات کو تحفظ دیتے ہیں مگر یوں لگتا ہے کہ چند ماہ بعد یہ تاجروں پر لگائے گئے سیلز ٹیکس میں مزید اضافے کا کڑوا گھونٹ پھر بھریں گے۔ 5.8 ارب ڈالر کا قرض منظور تو ہو گیا مگر اس کی اقساط میں ادائیگی کے لئے سخت ترین شرائط ہیں جو حکومت وقت ایفا کرنے کی پابند ہے۔ مہنگائی کا ایسا طوفان اٹھنے والا ہے جو جسم و روح کے تعلق کو اور بھی نحیف کر دے گا۔ اس تعلق کے ٹوٹنے کی خبریں بھی آئے روز خودکشیوں اور خاندانوں کے خاندان کے ذبح ہونے اور نہر میں کودنے کی شکل میں آتی رہتی ہیں۔ معاشی زبوں حالی نے سماجی، معاشرتی اور اخلاقی اقدار کا اس حد تک جنازہ نکال دیا ہے کہ عزتیں بیچ کر پیٹ کا جہنم بھرنے والے بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ ہم کدھر کو جا رہے ہیں

ہماری منزل کیا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ مقتدر طبقے کو البتہ ضرور علم ہے کہ اس نے ایک ہفتے، مہینے اور سال کے دوران لوٹ مار کے اہداف کو کیسے حاصل کرنا ہے۔ اس طبقے کی منزل قارونیت ہے اور اس کا راستہ کرپشن اور صرف کرپشن ہے۔ وہ پورے ''اخلاص'' اور تندہی سے اپنا کام کئے جارہا ہے اور عوام ہیں کہ ہر دفعہ بے وقوف بن کر اس طبقے سے آس لگا کر اسے ووٹ دے کر خود ہی کو لٹوانے کے لئے طاقتور کرتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ ''مومن ایک سورخ سے دوسری مرتبہ نہیں ڈسا جاتا'' مگر یہاں حالت یہ ہے کہ عوام کئی کئی بار ڈسے جانے کے باوجود بھی سانپوں کی پہچان سے عاری ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم مومن نہیں ہیں، صرف مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ نے نہ ڈسے جانے کی ضمانت صرف مومنین کیلئے دی ہے۔

ہمارا معاشرہ تو ذلت، رسوائی اور تباہی کی اس پاتال کو چھو رہا ہے جہاں 4 سال کی معصوم کلیوں کو بھی مسلا جارہا ہے۔ ہوس زدہ معاشرے میں عزتیں سرعام پامال ہورہی ہیں۔ کم سن بچیوں کو درندگی کا نشانہ بنایا جارہا ہے (ایسی سفاکانہ اور روح فرسا حرکت تو درندے بھی نہیں کرتے) قانون نافذ کرنے والے ادارے ایسے ننگ انسانیت واقعات کو بھی روٹین میں ڈیل کررہے ہیں۔ جو کیس میڈیا پر آجائے اس پر کچھ پھرتیاں ضرور دیکھی جاتی ہیں مگر درندے ہیں کہ محفوظ تر۔

جس معاشرے میں نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے معصوم بچیاں بھی محفوظ نہ ہوں وہاں اللہ کا عذاب اترتا ہے؟ ہم اللہ کی ناراضگی اور اس کے نتیجے میں اس کے قہر کا شکار ہیں۔ اللہ نہ کرے اس کا عذاب اور بھڑکے۔ پوری قوم کو اجتماعی توبہ کے ساتھ سیاسی شعور بیدار کرکے موجودہ نظام انتخاب سے بغاوت کرنا ہے۔ الیکشن کے ذریعے تبدیلی کا موقع ہم گنوا چکے۔ پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر طاہرالقادری نے بھی انقلاب کے لئے دو کروڑ ووٹر نہیں نمازی مانگے ہیں۔ ایسے نمازی جو اقامت کے بعد ہونے والی جماعت میں ڈٹ جائیں اور سلام اس وقت پھیریں جب ملک سے شیاطین کی سیاست کا بوریا بستر گول ہوجائے۔ مکروہ سیاست اور ان سے جڑی تمام ترعلتوں اور قباحتوں سے نجات کا واحد ذریعہ اب قائد انقلاب ڈاکٹر طاہرالقادری کی نماز انقلاب کا نمازی بننا ہے کیونکہ انتخابات کے بعد ان کی کہی ہر بات حرف بہ حرف درست ثابت ہورہی ہے۔ ان کا سیاسی ویژن نکھر کر سامنے آرہا ہے جس کی تازہ ترین گواہی قومی ادارے نادرہ کی حالیہ رپورٹ ہے جس نے بدترین دھاندلی پر مبنی الیکشن کا پردہ چاک کردیا ہے۔

تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی زبان یہ کہتے کہتے سوکھ گئی ہے کہ'' ڈاکٹر طاہرالقادری ٹھیک کہتے تھے''۔ انہوں نے اس میں مزید اضافہ کیا کہ ہم نے ڈاکٹر طاہرالقادری پر تنقید کی اور دھرنے میں پارٹی کی غالب اکثریت کی خواہش کے باوجود شرکت صرف اس لئے نہیں کی کہ ہم سمجھتے تھے کہ آزاد عدلیہ کے تحت الیکشن ہورہے ہیں مگر ڈاکٹر طاہرالقادری کی بات ٹھیک نکلی کہ موجودہ سیاسی نظام کے تحت کبھی حقیقی جمہوریت نہیں آسکتی۔ اس لئے ہم اگلا الیکشن موجودہ سیاسی نظام کے تحت نہیں ہونے دیں گے۔ ابھی ڈاکٹر طاہرالقادری کا کہا ہوا بہت کچھ سمجھ میں آنا باقی ہے۔ موجودہ حالات میں ناگزیر ہوگیا ہے کہ نماز انقلاب کیلئے طہارت، وضو اور صف بندی کے لئے تیاریاں تیز تر کردی جائیں۔ تیزی سے دگرگوں ہوتے حالات بتارہے ہیں کہ نماز انقلاب میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

زوجہ کے حقوق

شہرِ اعتکاف 2013ء میں
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ. (الروم:۳۰،۲۱)

محترم مشائخ و علماء کرام، معزز معتکفین و معتکفات، جملہ سامعین و سامعات، ناظرین و ناظرات اور تمام خواتین و حضرات! اللہ رب العزت نے سورۃ الروم کی آیت نمبر ۲۱ جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں شادی کا بنیادی مقصد بیان فرمایا ہے اور میاں بیوی کے رشتے کی حقیقت کو واضح فرمایا ہے:

''اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بے شک اس (نظامِ تخلیق) میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں''۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں ازدواجی زندگی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دونوں کو سکون ملے اور سکون تب ہی مل سکتا ہے اگر دونوں کا رشتہ باہمی محبت، اعتماد اور ایک دوسرے کے ساتھ خیر کے ارادے پر قائم ہو۔ اگر آپس میں گالی گلوچ ہوتا ہو، تلخ کلامی ہوتی ہو، بداعتمادی ہوتی ہو، ایک دوسرے کی برائی دل میں ہو، ایک دوسرے کے ساتھ سخت سلوکی ہو تو کبھی بھی ''لتسکنوا الیھا'' (کہ دونوں کو سکون ملے) کا مقصد اس جوڑے سے پورا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اللہ رب العزت نے فرمایا ''وجعل بینکم مودة ورحمة'' (اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی) تاکہ شوہر کو بیوی سے راحت ملے اور بیوی کو اپنے شوہر سے راحت و سکون ملے اور یہ راحت و سکون باہمی محبت و مودت کے قیام سے ہی میسر آسکتی ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ. (البقرہ:۲۲۸)

"اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے، اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے"۔

زوجین کے حقوق سے متعلق یہ قرآن مجید کی بنیادی آیت ہے۔ ہماری سوسائٹی میں دو قسموں کے گھرانے پائے جاتے ہیں۔ Mos lty غریب گھرانے اور Low er Middle کلاس ہے جہاں غربت ہے یا پھر دیہاتوں کے رہنے والے اور کم تعلیم یافتہ گھرانے ہیں۔ ان کا عالم تو یہ ہے کہ مرد وعورت کے حقوق کو سرے سے مانتے ہی نہیں بلکہ دیہاتوں میں کہاوت ہے کہ شوہر عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں۔ عزت عورت کا حق نہیں سمجھتے۔ عورت کے حقوق کا سرے سے ادراک ہی نہیں ہے، بدقسمتی سے ان کے خاندان کی جو غلط روایات ہیں، ظلم، زیادتی، بے عزتی اور گالی گلوچ کی اس کو روا رکھتے ہیں۔ قرآن کو انہوں نے یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور عورت خاتون خانہ سراسر ظلم کا شکار ہوتی ہے۔ یاد رکھیں یہ ظلم و زیادتی خالی خانگی و گھریلو مسئلہ نہیں بلکہ یہ قرآنی مسئلہ ہے اور یہ قرآن کے خلاف بغاوت اور اللہ رب العزت کی نافرمانی ہے۔ دوسری طرف جو مالدار اور پڑھا لکھا طبقہ ہے وہاں پر معاملہ الٹ ہوگیا ہے۔ میں ایسے بہت سے گھرانوں کو جانتا ہوں جہاں شوہر بیویوں کے کنٹرول میں ہیں۔ غلام ہیں گویا بیویوں کے آگے اُف تک نہیں کر سکتے۔ ایک رتی برابر ہل نہیں سکتے حتی کہ تنظیمات میں جو میٹنگ ہوتی ہیں اس میں بھی بیوی سے رہنمائی لئے بغیر شوہر رائے نہیں دے سکتے۔ یہ دونوں طرف انتہا پسندی اور زیادتیاں ہیں اور دونوں طرح کی زندگیاں قرآن کے منشاء اور اسلام کے طرز زندگی کے خلاف ہیں مگر آج چونکہ بات عورتوں اور بیویوں کے حقوق پر ہو رہی ہے لہذا بات کا رخ اس طرف ہی رکھوں گا۔

قرآن مجید میں مردوں کو اللہ رب العزت نے ایک درجہ فوقیت دی ہے مگر حقوق جیسے مردوں کے رکھے اسی طرح عورتوں کے بھی رکھے ہیں تا کہ زندگی اس طرح گزرے جیسے گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں اور مل کر زندگی کی گاڑی چلتی ہے۔ کوئی ایک بھی دوسرے پر زیادتی نہ کر سکے۔ اسی طرح جب شادیاں ہوتی ہیں تو حق مہر رکھے جاتے ہیں جس کو حقیقت میں عورت کا حق نہیں سمجھتے۔ بعض اس خیال سے مہر رکھ لیتے ہیں کہ ہم نے علیحدگی تھوڑی کرنی ہے لہذا ادا کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جو اس نیت سے مہر رکھتا ہے کہ ادا نہیں کرنا وہ حرام کاری کرتا ہے۔ مہر جو بھی مقرر کریں بیوی کا حق ہے اس کو ادا کریں حتی کہ اگر خدانخواستہ علیحدگی کی نوبت آجائے تو قرآن مجید نے کہا:

وَاِنۡ اَرَدۡتُّمُ اسۡتِبۡدَالَ زَوۡجٍ مَّكَانَ زَوۡجٍ ۙ وَّاٰتَيۡتُمۡ اِحۡدٰٮهُنَّ قِنۡطَارًا فَلَا تَاۡخُذُوۡا مِنۡهُ شَيۡـــًٔا. (النساء، ٤:٢٠)

"اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی

اس میں سے کچھ واپس مت لو‘‘۔

کیونکہ یہ بیوی کا حق ہے جبکہ ہماری سوسائٹی میں اس کے برعکس بیوی کو دیئے ہوئے زیور بھی گن کر لے لیتے ہیں اور اس حد تک نیچے چلے جاتے ہیں کہ شرافت اور حیاء کا دامن چھوڑ دیتے ہیں پھر بالخصوص مرد کا کچھ نہیں بگڑتا مرد نے طلاق دے دی۔ اس کو تو رشتہ کوئی اور بھی مل جاتا ہے۔ خاص طور پر اگر کمانے والا اور پیسے والا ہے تو اسے کوئی مسئلہ نہ ہوگا مگر یہ ظلم کرتے ہوئے کوئی یہ نہیں سوچتا کہ کئی سال ساتھ رکھنے کے بعد جس بیوی کو علیحدہ کر رہے ہو وہ سوسائٹی میں کہاں جائے گی۔ خاص طور پر جس کے ماں باپ غریب ہیں جو رکھ بھی نہیں سکتے جن کا اپنا گزر اوقات پورا نہیں ہوتا جبکہ اس کے ایک دو بچے بھی ہوں تو اس کی زندگی کا کیا بنے گا؟ مرد تو نئی بیوی لے آئے گا لیکن اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ کوئی رشتہ نہیں ملے گا۔ ماں باپ کے اوپر اس کی پوری زندگی بوجھ بنے گی۔ ہم خدا خوفی سے عاری ہوگئے ہیں۔ مومن وہ ہے جو اس گزرے ہوئے وقت کو عمر بھر یاد کرے اور اس کا حیاء کرے اور جہاں تک عورتوں کے مہر کی بات ہے وہ دینا واجب ہے۔ اگر وہ اپنی مرضی سے سارا یا کچھ معاف کر دے وہ الگ بات ہے جیسے فرمایا گیا:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا. (النساء، ٤:٤)

’’اور عورتوں کو ان کے مَہر خوش دلی سے ادا کیا کرو، پھر اگر وہ اس (مَہر) میں سے کچھ تمہارے لیے اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو تب اسے (اپنے لیے) سازگار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ‘‘۔

ہم سوسائٹی میں رسم و رواج پر مبنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری زندگی میں عملاً دین کی کوئی حیثیت نہیں بچی، عملاً دین کی قدر و قیمت نہیں بچی۔ ہم نے دین ہٹا کر اس کی جگہ خاندانی روایت کو رکھ دیا ہے۔ ہماری ناک کٹتی ہے اگر رسم و رواج ٹوٹ جائے، ناک کٹتی ہے خاندانی روایت پوری نہ ہو مگر ہماری ناک کبھی نہیں کٹی اگر اللہ کے دین پر عملدرآمد نہ ہو۔ لعنت ہے ایسی ناک پر جسے اللہ کے دین کی فکر نہیں، جسے احکام قرآن کا فکر نہیں، احکام سنت نبویؐ کا فکر نہیں، احکام شریعت کا فکر نہیں۔ اللہ و رسول کے دیئے ہوئے حقوق و واجبات کا فکر نہیں۔ گویا ہم دور جہالت میں چلے گئے۔ ہم کفر سے بھی بدتر حالت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہماری زندگی کا معیار نہ خاندانی روایت ہونا چاہئے، نہ معاشرے کے رسم و رواج ہونے چاہئیں بلکہ ہماری زندگی کا معیار تاجدار کائنات کی سنت ہونا چاہئے، قرآن مجید کا حکم ہونا چاہئے، اللہ اور اس کے رسول کے اوامر و نواہی ہونے چاہئیں اور احکام شریعت ہمارا معیار ہونا چاہئے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ باعزت زندگی گزاریں وہ زندگی جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش ہو۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ خود مجالس، حلقات اور اجتماعات میں آتے ہیں، دین کی تعلیم و تربیت

پاتے ہیں مگر عورت اجازت مانگے تو اسے اجازت نہیں دیتے۔ عورت کو گھر بٹھا دیتے ہیں اور ہمیں کبھی شرم نہیں آتی کہ بازار جانے سے نہیں روکتے۔ دیکھئے ہمارے گھروں کی عورتیں اور بیویاں کس طرح بازاروں میں سج دھج کر جاتی ہیں۔ کیسے لباس کے ساتھ جاتی ہیں، کیسے نیم برہنہ ہوکر جاتی ہیں جب شادیاں ہوتی ہیں تو کیا عالم ہوتا ہے۔ تب ہماری غیرت کو کچھ نہیں ہوتا مگر دین سیکھنے کے لئے مسجد میں، حلقہ میں، اجتماع میں جانے کے لئے بات ہو تو مرد کی غیرت جاگ اٹھتی ہے۔ اس وقت میں آپ کے علاوہ ساری سوسائٹی اور پوری پاکستانی قوم سے مخاطب ہوں سب سن لیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی بیویوں، عورتوں اور خواتین کو دین کی تعلیم اور تربیت دینا ہی نہیں چاہتے۔ کتنی مشکل سے ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں اعتکاف بیٹھنے آتی ہیں۔ گھروں میں لڑائی ہوتی ہے۔ ان کا بھی برابر حق ہے تعلیم و تربیت اور دین کا علم حاصل کرنے کا۔ اس لئے کہ مرد صبح سے شام تک دوکان، دفتر، کاروبار اور روزگار کمانے میں گزارتا ہے۔ گھر چلانے کے لئے سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ اولاد کی تربیت کس کی ذمہ داری ہے؟ جس کی گود میں وہ پلتی ہے، اگر آپ بیویوں اور عورتوں کو دین کی تعلیم و تربیت کا موقع بڑھ چڑھ کر فراخ دلی سے مہیا نہیں کریں گے اور انہیں دین کا علم نہیں آئے گا اور جب وہ دین نہیں سیکھیں گی تو اولاد میں دین کیسے منتقل ہوگا؟ پھر جب بچے نافرمان ہوتے ہیں تو اس میں کس کا قصور ہے؟ ماں تو دین کی تربیت نہیں کرسکے گی اس لئے کہ اس نے دین سیکھا نہیں۔ نہ اس کے ماں باپ نے سیکھنے دیا اور نہ ظالم شوہر نے سیکھنے دیا اور باپ کے پاس وقت نہ تھا تو اولاد بے دین نہ ہو تو پھر کیا ہو؟ اولاد شرابیں نہ پئے تو کیا کرے۔ اولاد بدکاریاں نہ کرے تو کیا کرے۔ اولاد برے سنتوں میں برباد نہ ہو تو کیا کرے؟

پھر شکوہ کس چیز کا کہ اولاد کہنا نہیں مانتی، نافرمان ہوگئی ہے؟ اولاد کی بری سنگتیں اور دوستیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بری سنگتوں پر تو آپ نے خود ڈالا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے ہر رفیق اور معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ آج کے بعد اپنی بیویوں، بیٹیوں کو اپنی طرح اللہ کا دین سیکھنے اور اس کی تعلیم و تربیت دینے کے لئے برابر کے مواقع فراہم کرے۔ چونکہ آپ کی بیویاں، آپ کی بہنیں، آپ کی بیٹیاں انہوں نے بھی آگے چل کر مائیں بننا ہے وہ دین کی تعلیم و تربیت جتنی لیں گی اتنی اچھی تربیت کرسکیں گی۔ اگر آپ جاہل رکھیں گے تو آپ کی اولادیں برے راستوں پر چل نکلیں گی۔ اب اس اصول کو ذہن نشین کرلیں۔ ایک حدیث پاک سناتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ راوی ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عورتیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں وفد بن کر آئیں۔ انہوں نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ آپ کا سارا وقت تو مرد لئے جارہے ہیں ہمیں تو اتنا زیادہ وقت ہی نہیں مل رہا کہ ہم بھی آپ کی مجلس اور صحبت میں بیٹھیں، آقا آپ کی میٹھی میٹھی پیاری باتیں ہم بھی سنیں اور ہم بھی

تعلیم و تربیت پائیں۔ لہذا ایک دن آقا علیہ الصلوۃ والسلام صرف ہمارے لئے مختص فرمادیں۔ اس دن کے بعد آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دن مقرر فرمادیا اور وہ دن سارا عورتوں کے لئے ہوتا اور عورتوں کو آپ تعلیم دیتے، عورتوں کو وعظ کرتے، عورتوں کا اجتماع ہوتا۔ آپ ان کو امر و نہی سکھاتے۔ دین سکھاتے اور پوری مجلس عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مختص فرماتے۔

بعض لوگ نادانی و کم علمی میں ابتداءً کہا کرتے تھے کہ تحریک منہاج القرآن کے اجتماعات میں خواتین کیوں آتی ہیں؟ مگر اب ہر کوئی اس راہ پر چل نکلا ہے۔ پاکستان میں عورتوں پر دین کی تعلیم و تربیت کے لئے حلقات و اجتماعات کا دروازہ تحریک منہاج القرآن نے کھولا ہے۔ یہ سہرا منہاج القرآن کے سر پر ہے۔ اس سے پہلے کوئی دینی ماحول میں کوئی دینی جماعت، دینی تحریک، دینی تنظیم، دینی ادارہ عورتوں کو اپنے اجتماع میں داخل نہیں ہونے دیتا تھا۔ یہ راستہ منہاج القرآن نے کھولا جو سنت نبوی ہے۔ میں اعتراض سنا کرتا تھا کہ مرد ہوکر عورتوں کو خطاب کرتے ہیں۔ یہ کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے۔ یہ سنت مصطفیٰ ہے۔ یہ راستہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا کہ ہفتہ میں ایک دن براہ راست آقا علیہ الصلوۃ والسلام عورتوں سے خطاب فرماتے تھے اور تعلیم و تربیت کرتے تھے۔ پھر آگے صحیح مسلم کی حدیث ہے اور امام احمد نے مسند میں امام داؤد نے اپنی سنن میں روایت نقل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں:

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے امت کو حکم فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکا کرو تاکہ یہ بھی دین کی تعلیم پائیں''۔

پھر خواتین کے ساتھ شادی کے معاملے میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ ہم بیٹی کا حق ہی نہیں سمجھتے کہ رشتہ کرتے ہوئے اس کی رائے لیں اور مرضی پوچھیں کیونکہ بیٹا اپنا Right کسی نہ کسی طرح Exercise کرلیتا ہے لیکن شریف گھرانوں دیہاتوں، چھوٹے شہروں، پسماندہ علاقوں، غریب بیشتر گھرانوں میں عام طور پر بیٹی سے پوچھا نہیں جاتا۔ ماں باپ اوپر ہی اوپر سے جو رشتہ چاہتے ہیں طے کردیتے ہیں۔ یہ ہمارا بھانجا ہے، بھتیجی ہے، بھانجی ہے۔ فلاں ہے۔ یہ جٹ ہے، یہ آرائیں ہے۔ بے شمار پسندیدہ لوگوں میں چناؤ کرکے جہاں چاہیں کردیتے ہیں اور بیٹی کا حق نہیں سمجھا جاتا کہ اس سے رائے لیں۔ سن لیں شادی کے معاملے میں ماں باپ کا بھی حق نہیں ہے کہ وہ عاقل و بالغ لڑکی کا اس کی مرضی کے خلاف اپنی مرضی سے شادی کردیں۔ یہ حق اللہ کے رسول نے ماں باپ کو بھی نہیں دیا۔ شادی بیٹی کی مرضی سے ہوگی۔ ماں باپ کریں رشتہ چنیں، بیٹی پر پیش کریں اور بیٹی کی رائے لیں اگر بیٹی اسے درست سمجھے، رضا مندی دے تو رشتہ جائز، بیٹی رضا مند نہ ہو تو سختی سے ماں باپ اپنی

مرضی کو بیٹی پر تھوپ نہیں سکتے۔ جیسے یہ حق بیٹے کا ہے ویسے ہی بیٹی کا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر آگے نہیں کیا جاسکتا اور کنواری لڑکی اگر بالغہ ہے اس کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ قالوا یارسول الله و کیف اذنها صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ بیوہ تو اجازت دے لے گی تھوڑی فرینک ہوتی ہے لیکن کنواری لڑکی بالغہ تو شرمیلی ہوتی ہے اس کا اذن کیسے ہوگا؟ فرمایا تم اسے رشتہ پیش کرو اگر وہ سن کر خاموش ہوجائے اور ناپسندیدگی کا اظہار زبان یا چہرے سے یا اشارے سے نہ کرے تو اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو بیوہ ہوگئی ہو یا مطلقہ ہو اس کی دوسری شادی ہو تو اجازت لے لی جائے ورنہ نہیں جبکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بالغہ کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی مرضی کے خلاف والدین بھی نہیں کرسکتے۔

وہ عورتیں جو بیوہ تھیں یا مطلقہ تھیں ان کے والدین نے ان کے دوسرے نکاح ان کی مرضی کے بغیر کئے اور وہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں آئیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے نکاح کو بھی رد فرمادیا اور عاقلہ، بالغہ کنواری لڑکیاں جن کی پہلی شادیاں تھیں ان کے نکاح بھی بعض اوقات ان کے والدین نے ان کی مرضی کے خلاف کردیئے تھے اور ان کو ناپسند تھے تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے نکاح کو بھی رد کرتے ہوئے فرمایا: ''ان کے نکاح ان کی مرضی کے مطابق ہونے چاہئیں''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں جسے امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے تخریج کیا ہے۔ ایک خاتون آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ''میرے باپ نے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کردی ہے جسے میں ناپسند کرتی ہوں۔ وہ صرف مالدار ہے لہذا مجھے دے کر میرا باپ اپنی غربت کا علاج کرنا چاہتا ہے کہ مالدار بھتیجے کے ذریعے مالی مدد ہوجائے گی اس لئے ادھر شادی کردی ہے مگر میں راضی نہیں کیا حکم ہے؟ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''تمہارے باپ کا کیا ہوا نکاح برقرار نہیں فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں اگر چاہو تو برقرار رکھو چاہو تو رد کردو''۔ اس نے کہا یارسول اللہ! آپ کا فیصلہ سننے کے بعد اب جو باپ نے فیصلہ کیا ہے اس کو برقرار رکھتی ہوں۔ میں اس لئے آئی تھی تاکہ مقدمہ حضور کی بارگاہ میں پیش کروں اور آپ فیصلہ فرمائیں اور آپ کا فیصلہ پوری دنیا سن لے اور جان لے۔ میں عورتوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنا چاہتی تھی کہ اگر ان کی مرضی کے خلاف ان کے والدین نکاح کردیں تو ان کا حق نہیں ہے۔ یہ حق بیٹیوں کا ہے۔ چاہیں تو برقرار رکھیں چاہیں تو رد کردیں۔ میں چاہتی تھی عورتوں کو صرف تعلیم ہوجائے لیکن میں اب اس نکاح کو برقرار رکھتی ہوں۔ آپ کا فیصلہ امت تک پہنچ گیا۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے شوہروں پر بیویوں کے حقوق کو خطبہ حجۃ الوداع میں شامل کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا: اِتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانَۃِ. (ابوداؤد)

''لوگو اپنی بیویوں اور عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرا کرو کیونکہ تم نے جب نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ کی امان میں لیا ہے''۔

یعنی اگر بیویوں پر ظلم و زیادتی کرو گے تو اللہ کی امان کو توڑو گے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''تمہارے اوپر ان کا حق ہے انہیں اچھا کھلایا کرو، اچھے لباس دو، اچھی رہائش دو ان کے ساتھ احسان کا سلوک رکھو اور تمام امور خوش دلی سے پورا کرو''۔

ہماری سوسائٹی کی خرابی یہ ہے کہ لوگ باہر بہت سخی ہوتے ہیں جی بھر کر خرچ کرتے ہیں مگر بیویوں کے لئے کنجوس ہوجاتے ہیں ان کو پیسہ گن کر دیتے ہیں اور گن گن کر حساب لیتے ہیں۔ انہیں قیدیوں کی طرح رکھتے ہیں باہر سخی بنتے ہیں خیرات کرتے ہیں بہت کچھ خرچ کرتے ہیں لیکن جب بیوی بچوں کا معاملہ آتا ہے تو بخیل ہوجاتے ہیں۔ یاد رکھیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا آقا سب سے بہترین خیرات وصدقہ کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ''سارے صدقات سے بڑھ کر سب سے افضل صدقہ اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا ہے۔ اللہ کے ہاں اس کا اجر سب سے زیادہ ہے'' فرمایا: جب ان کی رہائش، خوراک، لباس سب کو پورا کرنے کا وقت آئے تو احسان کا رویہ اپنایا کرو''۔ ہمارے بہت سے لوگ وہ ہیں جو خواتین اور اپنی بیویوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے۔ کتنے لوگ ہوں گے اپنی جاب یا کاروبار سے واپس آتے ہوئے اپنی بیوی کے لئے گجرے یا پھول لے کر جاتے ہیں یا پسندیدہ آئس کریم یا خوشبو۔ خوشبو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت ہے۔ بیوی سے بڑھ کر حق دار کون ہے کہ اسے خوشبو کا تحفہ دیا جائے۔ کوئی یہ عمل کرتا ہے۔ ہم نے کبھی پرواہ ہی نہیں کی بلکہ اپنے دوستوں کو یہ تمام چیزیں دیں گے۔ کبھی بیوی بچوں کو بھی سیر و تفریح کے لئے لے کر گئے کہ ان کو کچھ کھلائیں کچھ خرچ کریں ان کا حق ہے۔ جو ہر روز پکا کر تمہیں کھلاتی ہے کبھی سوچا ہفتہ میں تم کتنی بار اسے لے جا کر کھلاتے ہو۔ یہ کہاں کا عدل ہے کہاں کا دین ہے کہاں کی تعلیم و اخلاق ہے جبکہ آج کے زمانے میں بھی لوگ پراٹھوں کا ناشتہ کرتے ہیں۔ اللہ و رسول نے اسے کچن کا کام نہیں سونپا۔ اللہ و رسول نے آپ کے ناشتے، Lunch، Dinner بنانے کا حکم نہ قرآن میں دیا نہ ہی حدیث میں دیا ہے۔ اللہ و رسول نے گھر کے تمام کام کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یہ سب آپ پر اس کا احسان ہے کہ گھر سنوار کر رکھتی ہے، کپڑے پریس کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ آپ کے ساتھ اتنا حسان کر رہی ہے تو پھر آپ کتنا احسان کرتے ہیں اس کے گنتی کریں؟ یہی کہ کما کر لاتے ہیں اور مہینہ کا خرچ دے دیتے ہیں۔ نہیں! ذاتی احسان کتنا کرتے ہیں۔ اس کی خوشی کا کتنا خیال رکھتے ہیں؟ اس کے دل کو کتنا راضی کر رہے ہیں؟ جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ چھٹی کے دن آپ بھی گھر میں کام کروائیں۔ بچوں کو باہر لے جائیں انہیں خوش و خرم رکھیں۔ یہ ان کا حق ہے۔ ☆☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تفسیری تفردات و امتیازات

قسط ہفتم

علامہ محمد حسین آزاد۔ ایم فل علوم اسلامیہ منہاج یونیورسٹی

منہاج یونیورسٹی کالج آف شریعہ سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیری خدمات کے حوالے سے پہلا ایم فل کرنے کا اعزاز جامعہ کے ابتدائی فاضلین میں سے علامہ محمد حسین آزاد نے حاصل کیا ہے جو جامعۃ الازہر سے ''الدورۃ التدریبیۃ'' میں بھی سند یافتہ ہیں اور مرکزی ناظم رابطہ علماء و مشائخ کے علاوہ مجلّہ دختران اسلام کے مینجنگ ایڈیٹر ہیں جن کا مقالہ قارئین کے استفادہ کے لئے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے۔

عرفان القرآن کے تفسیری معارف اور جدید سائنسی تحقیقات

برصغیر پاک و ہند میں چونکہ عربی زبان میں قرآن پاک کی تفہیم عام قاری کیلئے ممکن نہیں ۔ لہٰذا مختلف ادوار میں اُردو زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ کیا گیا۔چونکہ زبان ایک ارتقاء پذیر ثقافتی قدر ہے۔سو حالات و واقعات کے تغیر و تبدّل سے اُردو زبان میں بھی تبدیلی اور ارتقاء کا عمل جاری رہا۔ بیشتر الفاظ، تراکیب اور اسالیب وقت کے ساتھ ساتھ متروک ہوگئے ۔اس طرح ایک دور گزر گیا۔ اُردو ترجمہ کچھ وقت گزرنے کے بعد تفہیم قرآن کے حوالے سے اتنا مؤثر نہ رہا۔علاوہ ازیں عصری علوم سے آ گہی اور علوم قرآن کے حوالے سے ہمہ گیر اور وسیع اندازِ نظر بھی حقیقی ترجمہ کا تقاضا ہوتاہے۔ لہٰذا اس تناظر میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ترجمہ ''عرفان القرآن'' کا مطالعہ کیا جائے۔تو اس حوالے سے اس کی انفرادیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آج کا عصری شعور اس سے تسلی و تشفّی پا کر حقیقی منزل کی طرف راہنمائی حاصل کرتا ہے ۔ یہی اس کی منفرد خصوصیت اور فضیلت و برتری ہے۔ جو اُسے دیگر تراجم سے ممیّز و ممتاز کرتی ہے۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ا۔انسانی تخلیق کے مراحل

قرآن حکیم میں اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا۔

يٰـاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ. (الحج، ۵:۲۲)

''اے لوگو! اگر تمہیں (مرنے کے بعد) جی اٹھنے میں شک ہے تو (اپنی تخلیق و ارتقاء پر غور کرو) کہ ہم نے تمہاری تخلیق (کی کیمیائی ابتداء) مٹی سے کی پھر (حیاتیاتی ابتداء) نطفہ (ایک تولیدی قطرہ) سے پھر (رحم مادر کے اندر جونک کی صورت میں) معلق وجود سے پھر ایک (ایسے) لوتھڑے سے جو دانتوں سے چبایا ہوا لگتا ہے جس میں بعض اعضاء کی ابتدائی تخلیق نمایاں ہوچکی ہے اور بعض (اعضاء) کی تخلیق ابھی عمل میں نہیں آئی تاکہ ہم تمہارے لئے (اپنی قدرت اور اپنے کلام کی حقانیت) ظاہر کر دیں۔''

(طاہر القادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص ۵۱۸)

اس آیت کریمہ میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل کو بیان کیا گیا ہے۔ ان مراحل میں تراب، نطفة، علقة، مضغة، مخلقة اور مضغة غير مخلقة شامل ہیں۔ ان کا ترجمہ عرفان القرآن میں جدید سائنسی انکشافات کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ آیئے ہم ان کلمات کی مختصراً وضاحت کر لیں۔

تراب: اس کا ترجمہ کرتے ہوئے ساتھ اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی کہ مٹی سے زندگی کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

''تمہاری تخلیق (کی کیمیائی ابتداء) مٹی سے کی'' یعنی تراب سے اس سے وہ غیر نامی مادہ (Inorganic Matter) مراد ہے جو زندگی کے آغاز کی خشت اول تھا۔

نطفة: اس کا ترجمہ ایک تولیدی قطرہ (Spermatic Liquid of Sperm) کیا گیا۔

علقة: اسے ''(رحم مادر کے اندر جونک کی صورت میں) معلق وجود'' کہا گیا۔ کیونکہ یہ وہ مرحلہ ہے جس میں تیزی سے نشو ونما پانے والے زائیگوٹ کی ایسی ہی شکل ہوتی ہے۔ ایمبریالوجی میں اسے Hanging mass clinging to the Endometrium of ulteris کہتے ہیں۔

مضغة مخلقة: اس سے مراد دانتوں سے چبایا ہوا مواد (Chew d Substance) ہے جس میں اعضاء کی ابتدائی تخلیق نمایاں ہوچکی ہے۔

مضغة غير مخلقة: اس سے مراد دانتوں سے چبایا ہوا وہ مواد ہے جس میں ابتدائی تخلیقی اعضاء نمایاں نہیں ہوتے۔

یہ ہے وہ سائنسی پس منظر جس سے آج کا عصری شعور ادراک پاتا ہے۔ یہ ہے قرآن کا وہ لب ولہجہ جس سے دل و دماغ روشن ہونے لگتے ہیں۔ عصرِ حاضر کا انسان اِسی کا طالب ہے۔ ایمان و ایقان کی تجلیات کا نزول

شروع ہو جاتا ہے اور ذہنی افق پر آفتابِ ہدایت طلوع ہونے لگتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اُردو ترجمہ کرتے ہوئے عربی لغت اور سائنسی تحقیق کی باہمی معنوی قربت کو علمی معراج پر لے جاتے ہیں۔اس طرح قرآنی حقائق قاری کے سینے میں یوں اُترتے ہیں جیسے رات ختم ہو جائے اور سورج نکل آئے۔

اس ترجمہ کے مقابلے میں اب آپ اسی آیت مبارکہ کے عصرِ حاضر کے دیگر تراجم ملاحظہ فرمائیں۔تاکہ آپ اس فرق سے کامل آگاہی پالیں جو عرفان القرآن کا طرۂ امتیاز ہے۔

دیگر تراجم

☆ ’’ اے لوگو! اگرتمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی تاکہ تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں۔‘‘

(دریا آبادی ،مولانا عبدالماجد،تفسیر ماجدی،کراچی، پاکستان،مجلس نشریات قرآن، ج ۱،ص ۳۴۴)

☆ ’’اے لوگو! اگر تم (دوبارہ) جی اُٹھنے کی طرف سے شک میں ہو‘‘اس میں غور کر لو‘‘کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے (کہ بعض) پوری (ہوتی ہیں)اور (بعض) ادھوری تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں۔‘‘

(بریلوی ،امام احمد رضا خان، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ،لاہور، پاکستان ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،ص ۳۹۹)

☆ ’’لوگواگر تم کو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے میں کچھ شک ہوتو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتداء میں) مٹی سے پھراس سے نطفہ بنا کر پھر اُس سے خون کا لوتھڑا بنا کر پھراس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہےاور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت ظاہر کر دیں)‘‘

(جالندھری،مولانا فتح محمد،القرآن العظیم ،لاہور، پاکستان،تاج کمپنی لمیٹڈ،ص ۵۸۳)

☆ ”اے لوگو !اگرتم (قیامت کے روز) دوبارہ پیدا ہونے سے شک(وانکار)میں ہوتو ہم نے (اوّل)تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفے سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعض) پوری ہوتی ہے اور (بعض) ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت ظاہر کردیں)“

(تھانوی، مولانا اشرف علی، بیان القرآن، لاہور، پاکستان، مکتبہ الحسن، ج ۲،ص ۳۲۱)

☆ ’’اے لوگو!اگر تم کو دھوکا ہے جی اُٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سےاور بدوں نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں۔‘‘

(محمود الحسن ،مولانا محمود الحسن، تفسیر عثمانی، لاہور، پاکستان، مکتبہ الحسن، ج ۲،ص ۵۸۸)

☆ ''لوگو! اگر تمہیں زندگی بعد موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی ہوتی ہے اور بے شکل بھی (یہ ہم اس لئے بتا رہے ہیں) تا کہ تم پر حقیقت واضح کریں(اسقاط کی مختلف حالتوں میں چونکہ تخلیق انسانی کے سب مراحل لوگوں کے مشاہدے میں آتے تھے اس لئے انہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے علم الجنین کی تفصیلی تحقیقات کی نہ اس وقت ضرورت تھی نہ آج ہے۔''

(مودودی،سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، پاکستان، ادارہ ترجمان القرآن، ج ۳،ص ۲۰۱)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ روایتی تراجم کس طرح سائنسی حقائق کے بارے میں خاموش ہیں۔مولانا فتح محمد جالندھری اوراعلیٰ حضرت کے زمانے میں علم الجنین دریافت کے مراحل میں تھا۔مگر باقی تراجم اس دور کے ہیں جب البرٹ آئن سٹائن ۱۹۱۵ء میں عمومی نظریۂ اضافیت پیش کر چکا تھا۔ پہلی جنگ عظیم لڑی جا چکی تھی ۔۱۹۲۲ء میں مشہور سائنسدان بوہر ایٹم کی ساخت معلوم کرنے پر نوبل انعام حاصل کر چکا تھا۔۱۹۵۳ء میں جیمز واٹسن اور فرانسس کرک ڈی۔این ۔اے دریافت کر چکے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں ایڈون ہبل عظیم دھماکے کا نظریہ پیش کر چکا تھا اور ۱۹۶۵ء میں انسان چاند پر اتر چکا تھا۔اس وقت کے علماء نئے علوم سے آگاہ تھے۔اس عصری پس منظر کے ساتھ سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنی تفسیر میں علم الجنین کا ذکر بھی کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود اس کی تفصیلی تحقیقات کو غیر ضروری قرار دے رہے ہیں۔ایسا کیوں ہے؟

قرآن حکیم نے تخلیق انسانی کو موضوع ہی اس لیے بنایا ہے کہ انسان کو خالق حقیقی کی قدرت کا صحیح اندازہ ہو جائے کہ جو خدا اسے قطرہ تولید سے رحم مادر میں ماں کے خون پر پلنے والا جونک کی شکل کا معلق وجود بنا سکتا ہے اور اگلے مرحلے میں چبائے ہوئے گوشت کی شکل دے سکتا ہے جس میں کچھ جسمانی اعضاء کی تشکیل مکمل ہوتی ہے۔ وہ خالق حقیقی اسے دوبارہ بھی وجود میں لانے کی قدرت رکھتا ہے۔

اب ایک طرف قرآن عربیاً ہے ۔عربی زبان کے جو الفاظ کلامِ الٰہی میں استعمال ہوئے ہیں کا لغوی مفہوم بعینہٖ وہ ہے جو جدید علم الجنین کی دریافت ہے ۔ دوسری طرف سائنسی حقائق ہیں جن پر عصری شعور کامل یقین رکھتا ہے ۔اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ عربی زبان کی وسعت کا احاطہ کرتے ہوئے ایسا کیا جائے جو اصل ہے اور سائنسی ہے ۔ایسا کرنے سے ہی عصر حاضر کا انسان حیات بعد الموت پر پختہ ایمان لانے کے قابل ہوگا۔ پیغام حق کا مدعا بھی یہی ہے ۔ایسی صورت میں یہ کہنا کہ ان تحقیقات کی نہ اس وقت ضرورت

تھی۔ نہ آج ہے، حقیقتِ ابلاغ سے صرفِ نظر ہے۔

درحقیقت اس وقت اسقاطِ حمل سے سامنے آنے والی صورتوں کی وجہ سے جنین کی ان حالتوں کا علم نہیں ہوا تھا، ایسا ممکن ہی نہ تھا بلکہ عربوں نے اپنی زبان کا کامل ادراک رکھتے ہوئے قرآنی حقائق کا شعور پایا۔ یہی حقائق آج کے دور میں سائنسی کہلاتے ہیں۔ جدید تحقیق ان کا مشاہدہ کر چکی ہے۔ لہٰذا جدید علم الکلام یا سائنسی اصولِ ابلاغ پر عمل درآمد فرض ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآن مجید کا ترجمہ کرتے وقت عرفان القرآن میں جدید دور کے سائنسی حقائق کے اعلیٰ تر علمی معیار اور عربی زبان پر گہری دسترس سے کام لیتے ہوئے عصرِ حاضر کے انسان کو قرآنی حقائق بھی سمجھائے ہیں اور کمال حکمت سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں اس کے ذہن میں موجود شکوک و شبہات کو کھرچ کر اس میں ایمان اور یقین کا بیج بھی بویا ہے۔ یہ بیج دعوت کے مؤثر تسلسل سے ایمان کا تن آور اور سایہ دار شجر بن سکتا ہے۔ یہی عصرِ حاضر کی عظیم ترین ضرورت ہے۔

۲۔ کائنات کی تخلیق کے مراحل

قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ط اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَo (الانبیاء، ۲۱: ۳۰)

”اور کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے۔ پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کر دیا۔ اور ہم نے (زمین پر) پیکرِ حیات (کی زندگی) کی نمود پانی سے کی۔ تو کیا وہ (قرآن کے بیان کردہ ان حقائق سے آگاہ ہو کر بھی) ایمان نہیں لاتے o“

(طاہرالقادری، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ترجمہ عرفان القرآن، لاہور، پاکستان، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص ۵۰۶)

اس آیت مبارکہ میں کائنات کی تخلیق کے ابتدائی مراحل کو بیان کیا جا رہا ہے۔ کائنات اپنے ابتدائی آغاز میں کئی طبعیاتی اور حیاتیاتی تبدیلیوں سے گزری۔ جن کے نتیجے میں مادی کائنات کی موجودہ شکل اور اس پر زندگی کا ظہور سامنے آیا۔ جدید سائنسی تحقیقات نے کائنات کی تخلیق کی ابتداء میں ایک بڑے دھماکے (Big Bang) کا سراغ لگایا ہے۔ اس نظریے کے مطابق ابتداء میں آسمان اور زمین ایک ہی واحد اکائی کی شکل میں تھے۔ پھر ایک بہت بڑا دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں زمین اور آسمان ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئے اور موجودہ کائنات وجود میں آئی۔ یہ نظریہ مارٹن رائیل اور ایلن سینڈیج نے پیش کیا۔ اس کی رو سے کائنات ایک

کثیف دھوئیں دار نکتے یا مقام سے پھٹ کر وجود میں آئی ۔ اس مقام یا نکتہ کو اکائی (Singularity) کا نام دیا گیا۔ کائنات کی ابتداء کے اس مرحلے پر یہ اکائی (Singularity) اتنی شدید گرم حالت میں تھی کہ اس کی حدت کے متعلق قیاس آرائی تک مشکل ہے۔ کم وبیش ایک سیکنڈ کے سویں حصے میں یہ اکائی ایک ابتدائی آگ کے گولے کی صورت میں پھیل گئی ۔ اور اس کا درجہ حرارت تقریباً ایک سو ارب ڈگری کیلون (Kelvin, K) تک تھا۔ اس آگ پر مشتمل گاڑھے مادے میں مادہ اور توانائی مدتوں ایک دوسرے میں تحلیل ہوتے رہے۔ پھر جوں جوں یہ گرم اور دھوئیں سے اٹی ہوئی آتشی گیند پھیلنا شروع ہوئی یہ بتدریج ٹھنڈی بھی ہونے لگی۔ چنانچہ اس کے اندر ایک مکمل ترتیب پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ پہلے کشش ثقل (Gravity) یا مخالف باہمی عمل (Interaction) سے اس میں علیحدگی پیدا ہوئی پھر طاقتور اور کمزور برقی کشش کے مخالف باہمی عمل (Electromegnetic Interaction) اسی ترتیب سے پیدا ہوئے۔ آسمانوں اور زمین کا دھماکے سے علیحدہ ہونا وقوع پذیر ہوا جسے قرآن حکیم میں ''فتق'' سے موسوم کیا گیا۔ اس ترتیب کے بکھرنے اور ابتدائی ترتیب دیئے گئے مخالف باہمی عمل (Symmetrical Interaction) کے علیحدہ ہونے سے طبعیات کے چار معروف مخالف باہمی عمل پیدا ہوئے یعنی نہ صرف ابتدائی اکائی (Singularity) ٹوٹ کر الگ ہوئی بلکہ اس کے قوانین کی علیحدہ پہچان بھی اسی قسم کے عمل کی وجہ سے ظاہر ہوئی۔

آسمانوں اور زمین کے ابتدائی ملاپ یا یکجا ہونے کی جس حقیقت کو قرآن حکیم بیان کر رہا ہے اس کی توضیح دور حاضر کے مشہور سائنسدان آئن سٹائن کے شہرہ آفاق نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) سے بھی ہوتی ہے کہ مادہ اور توانائی ایک موقع پر ایک ہی چیز تھیں اور مادہ بجائے خود توانائی کی تکثیفی (Condensed) صورت ہے اور توانائی اپنی جگہ ایک آزاد شدہ مادہ ہے۔ اس نے مزید یہ بھی ثابت کیا کہ آسمانی کرہ اور وقت ایک دوسرے سے الگ نہیں کئے جاسکتے۔ یہ دونوں (کرہ آسمان اور وقت) باہمی تسلسل میں بندھے ہوئے ہیں۔ اسی لئے کشش ثقل (Gravity) اور حجم (Volume) بھی اس تسلسل میں محض ایک خم (Curvature) ہے۔ دوسرے لفظوں میں مادہ کی تشکیل خلائی وقت (Space-Time) کے تسلسل کو موڑ نے یا جھکانے سے ہوئی ۔ اس عمل میں ایک ایسے تناؤ یا کھچاؤ کو دخل ہے جس نے درحقیقت آسمانوں اور زمین کو ایک دھماکے سے الگ کردیا جسے "فتق" بیان کررہا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ''کانتا رتقاً'' کا ترجمہ ''جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں تھے'' اور "ففتقنھما" کا ترجمہ ''پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کردیا'' سائنسی دریافتوں اور انکشافات کی معنوی وسعت کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے کہ ابتداء میں کائنات کی حالت کیا تھی اور پھر Big Bang کے ذریعے کس طرح کائنات کے مختلف طبقات وجود میں آئے۔

پھر ایک طویل عرصے تک یہ ظہور پذیر ہونے والی کائنات کئی طبعیاتی' کیمیائی اور حیاتیاتی تبدیلیوں

سے گزرتی رہی حتی کہ پانی کے ذریعے ہماری زندگی کا آغاز ہوا۔ آیت کے اگلے حصے کا ترجمہ ''اور ہم نے (زمین پر) ہر زندہ چیز (کی زندگی) کی نمود پانی سے کی'' بھی اس سائنسی دریافت کو بیان کر رہی ہے کہ اس سے مراد پانی کا زندگی کی ابتداء میں کلیدی کردار ہے نہ کہ دوسرے تراجم میں ذکر کیا گیا نطفہ انسانی! جدید سائنسی تحقیقات سے یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے کہ زندگی کے آغاز میں بنیادی کردار پانی کا ہے۔ ''وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ'' میں قوت حیات (Vitality) کے پانی پر منحصر ہونے کو بیان کیا جارہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اگر ہم حیات کی بنیادی اکائی' ڈی این اے (Deaxy Ribo Nucliec Acid) کا بھی تجزیہ کریں تو زندگی کے آغاز و قیام کے حوالے سے پانی کی اہمیت مزید واضح ہوکر سامنے آتی ہے۔ حیاتیاتی کیمیا (Bio-Chemistry) کی تحقیقات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ پانی کے سالمیوں کے ہائیڈروجن (+H) اور ہائیڈروکسل (-OH) آئن رواں برقی رو کے ذریعے پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ پھر یہی آئن آگے چل کر ڈی این اے (DNA) کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں جو خصوصاً ATP جو فاسفورس' ایمانیوایسڈ اور شکر کا مرکب ہوتا ہے کی آمیزش کے عمل میں پانی کا ہائیڈروجن آئن (+H) ہی استعمال ہوتا ہے۔ تابکار ہائیڈروجن (Tritium) کے ساتھ تجربات سے یہ ظاہر ہوچکا ہے کہ DNA سالیے ہائیڈروجن آئن (+H) وہ پانی سے ہی حاصل کرتے ہیں اور پھر یہی +H جو حرکت پذیر ہائیڈروجن بھی کہلاتی ہے شکر (Ribose) اور امائینوایسڈ' نیوکلائیڈ کے درمیان ایک مسلسل برقی میدان پیدا کرتا ہے۔ اس طرح وہ بنیاد تیار ہوتی ہے جس پر قوت حیات کا دارومدار ہے۔ آئسوٹوپس (Isotopes) ہائیڈروجن پر مشتمل پانی (بھاری پانی) کے تجربات سے مزید یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ پانی کا سالمی جسم میں سات سے چودہ دن تک رہتا ہے پھر خارج ہوتا ہے اور پھر پانی کے نئے آئن اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اس طرح پانی نئی اور تازہ قوت حیات مہیا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ پانی کی زندگی کی جنیت (genesis) اور قوت حیات (Vitality) کی بنیاد کے اس تصور کو قرآن حکیم نے صدیوں قبل بیان کردیا۔ پھر اسی بنیادی حقیقت کو قرآن حکیم ''افلا یومنون'' کے کلمات کے ساتھ منکرین حق کے سامنے چیلنج کے طور پر بھی رکھ رہا ہے۔

عرفان القرآن میں کائنات کی تخلیق و ابتداء اور زندگی کے آغاز کے اس قرآنی بیان کو اس طرح بیان کیا ہے کہ دیگر تراجم کے مقابل جہاں اس کا مطالعہ جدید سائنسی تحقیقات اور روایتی تراجم میں عدم تطابق کی وجہ سے پیدا ہونے والے مغالطوں کا ازالہ کرتا ہے وہاں اپنے قاری کو نور یقین بھی عطا کرتا ہے کہ ہم اس کتاب عظیم کے وارث اور امین ہیں جو ہر جدید زمانے سے زیادہ جدید اور مکمل ہے۔

☆☆☆☆☆

حج کعبۃ اللہ اور

جمیلہ اعجاز

زیارت قبر مصطفیٰؐ کی فضیلت

نعیم کوثر آزاد

شمع کے اردگرد پروانوں میں گھرا ہوا کعبہ شریف روئے زمین پر وہ واحد مقام ہے جسے بیت اللہ (اللہ کا گھر) ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود بیتی (میرا گھر) فرمایا ہے۔ جو چاروں طرف دور ونزدیک اپنے نور کے جلوے بکھیر رہا ہے۔ یہ چوکور سیاہ غلاف میں ملبوس ایستادہ عمارت مکۃ المکرّمہ میں مسجد حرام کے وسط میں واقع ہے۔ یہ جگہ نہ صرف عرب وعجم اور اہل ایمان کا مرکز ومحور ہے بلکہ یہ کعبۃ المعظمہ جس جگہ تعمیر ہے وہ پوری زمین کا وسط ہے جس سے وہ کائنات کے مرکز کی حیثیت اختیار کرگیا ہے جس کا ربط اور تعلق ہر جگہ کے ساتھ یکساں نوعیت کا ہے جس طرح ایک نقطے کا اپنے دائرے کے ہر جز کے ساتھ تعلق یکساں نوعیت کا ہوتا ہے اسی طرح یہ اللہ کا گھر پوری زمین کا مرکز اور فیض رسانی کا سبب ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں موجود جملہ مسلمانوں کو یہ حکم خداوندی ہے کہ وہ اس کی طرف منہ کرکے عبادت کریں تاکہ یہ ان کی توجہ اور دل و جان کا مرکز رہے، وہ اس کا احترام اور پاسداری کرتے رہیں، اس کی طرف پشت کرکے یا بول و براز یا پاؤں پھیلا کر یا ادھر منہ کرکے تھوک کر بے ادبی کے مرتکب نہ ہوں۔ کعبہ معظّمہ کی طرف اپنا رخ کرکے بیٹھنے، عبادت کرنے اور دعا مانگنے سے نہ صرف برکت و سعادت حاصل ہوتی ہے بلکہ بگڑی بن جاتی ہے اور مقدر سنور جاتے ہیں۔

کعبہ صرف اہل ایمان اور انسانوں کا ہی مرکز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوق، چرند، پرند اور حیوانات کی محبت کا مرکز بھی ہے۔ پرندوں کی محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ جب اڑتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتے ہیں تو تیزی سے کعبے کے اردگرد چکر لگانا شروع ہوجاتے ہیں جیسے اس کا طواف کررہے ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ قدرت الٰہی سے تمام مخلوقات میں کعبہ کی محبت پیدا کردی گئی ہے جس کی وجہ سے اسے عالمگیر محبوب ہونے کا اعزاز حاصل ہے، ہر کوئی اس کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے سینے سے لگانا، چومنا، جدائی کے خوف سے رونا اور اس کے اردگرد گھوم کر جوش و جنوں کی کیفیت میں مبتلا ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے محبّ کو سکون و قرار نصیب ہوتا ہے۔

کعبہ معظّمہ کی یہ خیر و برکت اور فیضان صرف عالم خلق تک محدود نہیں بلکہ عالم امر میں بھی جاری رہے گا۔ حدیث پاک کے مطابق کعبۃ اللہ روز قیامت، حج اور زیارت کے لئے آنے والوں کو اپنی آغوش میں لے کر انہیں پناہ دے گا اور بڑی عظمت و شان کے ساتھ انہیں جنت میں داخل کرے گا۔ احیاء العلوم میں امام غزالیؒ درج ذیل حدیث پاک کو نقل کرتے ہیں:

''بے شک کعبہ کو بنی سنوری دلہن کی طرح میدان حشر میں لایا جائے گا اور جن لوگوں نے اس کا حج کیا ہوگا وہ سب اس کا غلاف تھامے ہوئے اس کے اردگرد دوڑ رہے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ جنت میں چلا جائے گا تو وہ بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے''۔

کعبۃ اللہ کے حج کا اگر بغور جائزہ لیں کہ اصلاً حج کیا ہے؟ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سراسر شعائر اللہ (اللہ کی نشانیوں) اور اللہ کے محبوب بندوں کی تعظیم کا نام ہے جو اس کے مناسک و ارکان کی صورت میں بجا لائی جاتی ہے۔ حج دراصل عشق و وارفتگی اور عقیدت و محبت کے والہانہ پن سے عبارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحن کعبہ میں قدم رکھتے ہی بندہ دیوانہ وار وہ امور سرانجام دیتا ہے جس کا عقل و خرد سے دور کا بھی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا۔ اس لئے کہا گیا کہ

؎ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں ۔۔۔ عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

سب سے پہلے بندہ اپنے زیب تن کئے ہوئے کپڑے اتار کر سادہ ان سلی چادریں لپیٹ لیتا ہے اور دستار و ٹوپی اتار کر ننگے سر صحن حرم میں داخل ہوتا ہے۔ بیت اللہ شریف کے سات چکر مکمل کرتے ہی ایک کونے میں نصب پتھر ''حجر اسود'' کے قریب بڑی مشکل اور محنت سے پہنچ کر اسے چومتا ہے، اس وجہ سے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ! نے اسے بوسے دیئے تھے۔ اس کے بعد مقام ابراہیم پر جہاں خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں، وہاں اللہ کے حکم **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلىٰ**۔ (البقرہ،۲:۱۲۵) ''پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کے مقام کو نماز کی جگہ بناؤ'' کے مطابق اسے مصلیٰ (جائے نماز) بناتا ہے اور دو نفل پڑھ کر کچھ فاصلے پر موجود دو پہاڑیوں صفا اور مروہ کی طرف لپک کر کبھی ایک پہاڑی اور کبھی دوسری پہاڑی کی طرف دوڑتا ہے اور سات چکر مکمل کرتا ہے، جسے سعی بین الصفا والمروۃ کہتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے سے پھوٹے ہوئے چشمہ ''آب زمزم'' سے اپنی پیاس بجھاتا ہے اور اپنے بالوں کی حجامت بنواتا ہے اور اپنے بڑھے ہوئے ناخنوں کو ترشواتا ہے۔ پھر پہلے منیٰ کی طرف سفر کرکے خیمے نصب کرتا ہے اور رات قیام کرتا ہے اور اگلے دن عرفات میں جا کر شام تک قیام کرتا ہے

جسے وقوف عرفات کہتے ہیں جو حج کا رکن اعظم ہے۔ جب عرفات میں نماز ظہر کا وقت آتا ہے تو وہاں خلاف معمول دو اکٹھی نمازیں (ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کو ملا کر) پڑھتا ہے کیونکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے میدان عرفات میں ان نمازوں کا اکٹھا پڑھا تھا۔ جب نماز مغرب کا وقت آتا ہے تو پھر خلاف معمول غروب آفتاب کے فوری بعد نماز مغرب ادا نہیں کرتا بلکہ اسے مزدلفہ جا کر نماز عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہے کیونکہ محبوب رب العالمین ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا، وقوف مزدلفہ کے بعد پھر تھکا ماندہ انسان مزدلفہ سے منی میں پہنچتا ہے اور پھر وہاں پتھر کے ستونوں کو شیطان سمجھ کر کنکریاں مارنے کا حکم ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم خداوندی اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے حلقوم پر چھری چلائی تھی اور اس کی جگہ جانور بھیج دیا گیا تھا، کی یاد قیامت تک زندہ رکھنے کے لئے منی میں جانور قربان کرنے کا حکم دیا گیا، ان سب امور کو شعائر اللہ قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. (الحج، ۲۲:۳۲)

”یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے (یعنی ان جانداروں، یادگاروں، مقامات، احکام اور مناسک وغیرہ کی تعظیم جو اللہ یا اللہ والوں کے ساتھ کسی اچھی نسبت یا تعلق کی وجہ سے جانے پہچانے جاتے ہیں) تو یہ (تعظیم) دلوں کے تقویٰ میں سے ہے (یہ تعظیم وہی لوگ بجا لاتے ہیں جن کے دلوں کو تقویٰ نصیب ہو گیا ہو)o“۔

قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت

حج صرف مکہ المکرّمہ میں مخصوص فرائض بجا لانے کا نام نہیں بلکہ سفر حج اور عمرہ کے دوران تاجدار کائنات ﷺ کی قبر انور کی زیارت نہایت فضیلت و برکت کی حامل ہے جو نہ صرف تقاضائے ایمان ہے بلکہ حج اور عمرہ کی قبولیت کے لئے لابدی ہے اور بخشش و نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بھی ہے۔

قرآن مجید میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی حاضری کی نسبت ارشاد فرمایا گیا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (النساء، ٤:٦٤)

”اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے“۔

اس آیت کریمہ کا حضور علیہ السلام کی صرف ظاہری حیات پر ہی اطلاق نہیں ہوتا بلکہ مفسرین و محدثین نے اسے مطلق قرار دیا ہے اور بعد از وصال النبی ﷺ بھی اسے حجت تسلیم کیا ہے۔ تفسیر القرآن العظیم میں امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''عتبی کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی (دیہاتی) آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یارسول اللہ ﷺ! میں نے اللہ پاک کا ارشاد سنا ہے۔ لہٰذا میں آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کے حضور شفیع بناتے ہوئے حاضر خدمت ہوا ہوں، پھر اس شخص نے آقا علیہ السلام کی شان اقدس اور جود و سخا کے حوالے سے کچھ اشعار پڑھے اور واپس لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! اے عتبی اس اعرابی کو جو حق پر ہے جا کر خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہوں پر قلم عفو پھیر کر معاف کر دیا ہے''۔

اسی طرح ''الجامع لاحکام القرآن'' جو تفسیر قرطبی کے نام سے معروف ہے میں امام قرطبیؒ نے اسی طرح کا ایک اور واقعہ نقل کیا ہے جسے ابو صادق نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی تدفین کے تین دن بعد ہمارے سامنے ایک دیہاتی مدینہ پاک میں قبر مصطفیٰ ﷺ پر آیا اور خود کو قبر انور پر گرا کر اس کی مٹی اپنے اوپر ڈال کر کہنے لگا: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے اللہ سے احکام حاصل کئے اور ہم نے آپ سے احکامات حاصل کئے جن میں سے ایک یہ فرمان بھی ہے۔ ''اور اے حبیب! اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ اس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے''۔ (النساء،۴:۶۴) لہٰذا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے میرے لئے استغفار فرمادیں۔ اسی وقت قبر سے ندا آئی اے اعرابی تیری بخشش ہوگئی ہے۔

ان روایات سے یہ امر متحقق ہوا کہ بعد از وصال بھی قبر مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو کر زیارت اور دعا کرنے سے نہ صرف دعا کی قبولیت ہوتی ہے بلکہ رحمۃ للعالمین اپنی رحمت اور کرم سے بھی نوازتے ہیں اور کوئی بھی اس سے محروم نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ. (النساء،٤:١٠٠)

''اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے (راستے میں ہی) موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہوگیا''۔

اس آیت مقدسہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ بیت اللہ شریف کی طرح جو شخص قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی غرض سے حج یا عمرے کے لئے اپنے گھر سے نکلا وہ بھی مہاجر الی الرسول ﷺ کہلائے گا اور اس کا پورا اجر ملے گا۔ شرعی طور پر قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرنے پر امت مسلمہ کا اجماع ثابت ہے۔ اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ آیا یہ حاضری اور زیارت مستحب ہے یا واجب، ائمہ احناف کے نزدیک یہ وجوب کے قریب ہے جبکہ مالکی ائمہ اسے قطعی واجب گردانتے ہیں۔ جملہ اہل سنت و جماعت بھی اسے واجب قرار دیتے ہیں جبکہ بعض محدثین و مفسرین کے نزدیک کم از کم مستحب ضرور ہے۔

اس اجماع امت کے برخلاف بعض ناسمجھ، بے عقل اور جاہل لوگ قبر مصطفیٰ ﷺ کی حاضری کو معاذ اللہ شرک سے تعبیر کرتے ہوئے صرف حج اور عمرہ کو مکہ پاک تک محدود خیال کرتے ہیں اور دیگر انبیاء وصلحاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں علماء ربانیین نے اپنی بصیرت اور دین کے کامل علم کی بنا پر اپنی کتب میں قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کے سفر کو سفر معصیت کہنے والوں کا دلائل کے ساتھ رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ وہ صریح غلطی پر ہیں۔ امام دار قطنیؒ نے ''السنن'' میں امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں، قاضی عیاضؒ نے الشفاء میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے، جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی''۔

اسی طرح امام سیوطیؒ نے الدرالمنثور میں امام عسقلانیؒ نے تلخیص الخبیر میں امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے خلوص نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہوکر میری زیارت کا شرف حاصل کیا میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا''۔ جو شخص حرمین شریفین کی زیارت کرتے ہوئے واصل باللہ ہوجائے، اس کے لئے امام عسقلانیؒ نے المطالب العالیہ میں امام بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ اور امام طیالسیؒ نے المسند میں حضرت عمر فاروقؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جو کوئی دو حرموں میں سے ایک حرم میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا''۔

قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت اور فضیلت کے حوالے سے خطیب تبریزیؒ نے مشکوۃ المصابیح کتاب المناسک میں رقم کیا ہے جسے امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس روایت کو امام بیہقیؒ نے مجمع الزوائد میں امام ہندیؒ نے کنزالعمال میں اور کئی دیگر محدثین نے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری

زندگی میں میری زیارت کی'' اور اگر کوئی شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کے لئے نہ جائے تو اس پر بڑی سرزنش کی گئی ہے اور اسے بے وفائی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے حدیث رسول ﷺ کو امام حجر مکیؒ نے الجوہر المنظم میں امام سبھانیؒ نے شواہد الحق فی الاستغاثہ میں اور امام سبکیؒ نے الشفاء السقام زیارت خیرالانام، میں نقل کیا ہے جس میں واضح طور پر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبر انور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی''۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جو شخص قبر مصطفیٰ ﷺ کی زیارت نہ کر کے حضور ﷺ سے جفا کا مرتکب ہوا تو کیا اس کا ایمان سلامت رہا؟ پھر حج وعمرہ کی قبولیت کیسے ہوگی؟ حدیث پاک میں تو یہاں تک آیا ہے جسے امام حاکمؒ نے المستدرک میں اور امام عسقلانیؒ نے المطالب العالیہ میں اور امام ابویعلیٰ نے المسند میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ بن مریم عادل حاکم اور منصف امام کے طور پر ضرور آئیں گے اور وہ فوری طور پر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے چل پڑیں گے اور وہ میری قبر پر ضرور آئیں گے، مجھ پر سلام بھیجیں گے اور میں انہیں جواب دوں گا''۔

اختصار کے پیشِ نظر ان چند مستند دلائل سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ میں قبر مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کے بغیر حج وعمرہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی پھول ہو خوشبو کے بغیر یا کوئی جسم ہو روح کے بغیر۔ رب تعالیٰ بندوں کے گناہوں کی بخشش ومغفرت بھی وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر نہیں کرتا۔ پھر وسیلۂ مصطفیٰ کے بغیر حج وعمرہ کو کیسے قبول کرے گا جس کا مقصد وحید بھی سابقہ جملہ گناہوں، لغزشوں اور نافرمانیوں کی بخشش ومغفرت ہے۔ اسی لئے کیا خوب کہا گیا:

فقط اتنا سبب تھا انعقاد بزم محشر کا ۔۔۔ کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی تصنیفِ لطیف عقیدہ توسل میں اسی حوالے سے کیا خوب فرماتے ہیں:

''عالم انسانیت کی پہلی ہستی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے جب لغزش ہوئی تو انہوں نے بارگاہ خداوندی میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بطور وسیلہ پیش کیا اور ان کی لغزش معاف ہوئی اور یوم آخرت بھی جب اس دنیاوی زندگی کا خاتمہ ہو رہا ہوگا اور حساب وکتاب شروع نہ ہونے کی وجہ سے اولین وآخرین سب پریشان ہونگے تب بھی انہیں اس کرب سے نجات ہمارے آقا ومولا ﷺ کے وسیلہ سے ملے گی، لہٰذا خوش بخت اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آج بھی (عقیدہ توسل مصطفیٰ) کے عقیدہ صحیحہ پر قائم ہیں اور قیامت کے دن بھی وہ اس کا نظارہ کریں گے۔ اسی لئے اعلیحضرت فاضل بریلویؒ نے کیا خوب فرمایا تھا:

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے ۔۔۔ کل نہ مانیں گے، قیامت میں اگر مان گیا

☆☆☆☆☆

حضرت عثمان غنیؓ اور آج کا معاشرہ

علامہ اشفاق عامر قادری

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، بارگاہ خداوندی میں انتہائی مقرب، رہنمائے اہل صفا وغنا، استاذ الصابرین، پیشوائے سالکین، منبع جودو سخا، متصف بالحیاء، ابو عبداللہ اور ذوالنورین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ آپؓ ہمہ وقت جمیع اوصاف کے مالک تھے آپ کی تمام زندگی اطاعت خدا و رسول میں گزری۔ محبوب خدا حضور نبی اکرم ﷺ کے انتہائی قریبی رفقاء میں آپؓ کا شمار ہوتا تھا۔

اسی لئے ابن ماجہ میں آقا علیہ السلام کا فرمان ہے: حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک دوست ہوتا ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان غنیؓ ہیں۔ (ابن ماجہ، ج۱، ص۴۰)

اس قدر بلند مرتبہ (رفیق جنت) آپؓ کو جمیع اوصاف کی بدولت ہی نصیب ہوا۔ آپؓ کے اوصاف جمیلہ پر بیش بہا کام ہوچکا ہے لیکن آج ہم عفت و حیاء اور جودوسخا پر روشنی ڈالتے ہوئے آج کے معاشرہ کا جائزہ لیں گے۔

عفت و حیاء

آپؓ عفت و حیاء کے پیکر اتم تھے۔ آپ بچپن ہی سے گانے بجانے اور لہولعب میں شریک نہیں ہوئے زمانہ جاہلیت سے ہی آپؓ کو چوری وزنا کاری کے بیہودہ کاموں سے حیاء آتی تھی۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے اپنا دایاں ہاتھ کبھی بھی اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا کیونکہ اس ہاتھ سے آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف تاریخ الخلفاء میں آپؓ کا فرمان ہے:

ابن عساکر نے ابن ثور الفہمی سے بیان کیا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ ''میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہیں ہوا، میں کبھی لہو لعب میں مشغول نہیں ہوا، میں نے کبھی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی، زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا، عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔ رسول خدا ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔ (تاریخ الخلفاء، علامہ جلال الدین

سیوطی، ص:۲۴۷)

تاریخ الخلفاء میں آپؓ کی حیاء کے بارے میں مزید لکھا ہے: ''ابن عساکر نے امام حسن سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عثمانؓ کی حیاء کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ (آپ کی حیاء کا کیا پوچھتے ہو) اگر آپ کبھی نہانے کا قصد کرتے تو گھر میں کواڑ بند کر کے بھی کپڑے اتارنے میں اس قدر شرم فرماتے تھے کہ اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتے تھے'۔ (تاریخ الخلفاء، علامہ جلال الدین سیوطی، ص ۲۳۷)

یہی وجہ تھی کہ فرشتے تو فرشتے خود آقا علیہ السلام بھی حضرت عثمان غنیؓ سے حیاء کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ایک بار آپ ﷺ اپنے حجرے مبارک میں اس انداز سے محو استراحت تھے کہ آپ کی پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں پہلے حضرت صدیق اکبرؓ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عثمان غنیؓ نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ فوراً سیدھے ہوئے اور اپنا کپڑا مبارک درست فرماتے ہوئے اپنی پنڈلی کو ڈھانپ لیا۔ بعد ازاں حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ آپ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ کے حاضر ہونے پر یہ اہتمام نہیں فرمایا جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے آنے پر فرمایا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہؓ میں کیوں نہ اس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۰۵)

حلیۃ الاولیاء میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ابونعیم، ج ۲، ص ۵۸۷)

جودوسخا

حضرت عثمانؓ نہایت فیاض دل کے مالک تھے۔ آپؓ کو رب العزت نے جس قدر مال و دولت سے نوازا تھا آپ اسی قدر راہ خدا میں دریا دلی کے ساتھ خیرات کیا کرتے تھے۔ جب کبھی بھی سامان جنگ کے لئے یا کسی مِلک کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے کی بات آتی تو آپؓ سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ عرف عام میں غنی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ لہٰذا جس طرح انسانی جسم میں ریڑھ کی اہمیت ایک ستون کی طرح ہے جس پر تمام تر جسم کا انحصار ہوتا ہے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس وقت حضرت عثمان غنیؓ آقائے دو جہاں ﷺ کے لئے ایک ستون کی مانند کھڑے تھے جو ہمہ وقت دین اسلام

کی راہ میں صدقات و خیرات اور ہبہ کرتے رہتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن خبابؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ جیش عسرہ کے متعلق لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں سو اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے پھر ترغیب دلائی۔ حضرت عثمان غنیؓ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ مع ساز و سامان اور غلہ کے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے پھر ترغیب دلائی، حضرت عثمان پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ذمہ تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ منبر سے اترے اور فرمایا: اس عمل کے بعد عثمان جو کچھ بھی آئندہ کرے گا اس سے کوئی جواب طلبی نہیں ہوگی۔ (المسند، احمد بن حنبل، ج۴، ص۷۵)

تاریخ الخلفاء میں بھی سخاوت پر مبنی ارشاد نبوی ﷺ ہے: عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت جیش عسرہ حضور ﷺ نے تیار فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار دینار حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ دیناروں کو الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل انکو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (تاریخ الخلفاء، علامہ جلال الدین سیوطی، ص۲۳۵)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف **النجابة فی مناقب الصحابه و القرابة** میں حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت کے بارے میں یوں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت بشیر اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین، مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو انہیں پانی کی قلت محسوس ہوئی اور قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی کے پاس ایک چشمہ تھا جسے رومہ کہا جاتا تھا اور وہ اس چشمہ کے پانی کا ایک قربہ ایک مد کے بدلے میں بیچتا تھا پس آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ چشمہ جنت کے چشمہ کے بدلے بیچ دو تو وہ آدمی کہنے لگا یارسول اللہ! میرے اور میرے عیال کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چشمہ نہیں ہے اس لئے میں ایسا نہیں کرسکتا۔ سو یہ خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو آپ نے اس آدمی سے وہ چشمہ پینتیس ہزار دینار کا خرید لیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں اس چشمہ کو خرید لوں تو کیا آپ مجھے بھی اس کے بدلہ میں جنت میں چشمہ عطا فرمائیں گے جس طرح اس آدمی کو آپ نے فرمایا تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (عطا کردوں گا) تو اس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ چشمہ میں نے خرید کر مسلمانوں کے نام کر دیا ہے)۔ (النجابة فی مناقب الصحابه والقرابة، شیخ الاسلام محمد طاہر القادری، ص۲۰۳)

صحابہ کرامؓ جنہیں ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی گئی اور جن کو حیاء کا پیکراتم دیکھ کر فرشتے بھی حیاء کرتے تھے، جن کی سخاوت دیکھ کر خود آقا علیہ السلام نے فرمایا آج کے بعد ان کا کوئی عمل انہیں ضرر نہیں پہنچائے گا وہ کہاں سے فیض حاصل کررہے تھے؟ کہاں سے زانوئے تلمذ طے کرکے اپنے اخلاق کو اخلاق حسنہ اور اپنے اوصاف کو اوصاف جمیلہ میں ڈھال رہے تھے۔ وہ فیضان رسول ﷺ کا ہی چشمہ تھا جس سے صحابہ کرام ہمہ وقت دربار رسول میں دلوں کی کھیتیاں آباد کررہے تھے۔ لہذا دین اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات اقدس ہے۔ آقا علیہ السلام بارگاہ خداوندی سے فیض حاصل کرکے براہ راست صحابہ کرامؓ کی جھولیوں میں ڈالتے رہتے تھے۔ جب ایسی تعلیمات آقا علیہ السلام اوردین اسلام کی ہیں اور ان کی پیروی کرنے والے صحابہ کرامؓ بھی اس قدر وفادار، محبت کرنے والے اور تن من دھن لٹادینے والے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے آج اسلامی قدریں پامال ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسلامی معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوکر تباہی کی جانب گامزن ہے۔ اس کے پیش نظر ہم موجودہ دور کے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں کہ معاشرہ میں انتشار کے باعث کیا خرابیاں ہیں۔

آج کا معاشرہ

حضرت عثمان غنیؓ متعدد اوصاف کے مالک تھے مگر ہم نے ان کے جمیع اوصاف میں سے دو صفات پر گفتگو کی۔ ا۔ عفت وحیاء، ۲۔ جودوسخا، یہ دو صفات ایسی ہیں جن کو کسی معاشرے کے افراد اگر اپنالیں تو وہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر کسی شخص میں حیا کا عنصر پایا جاتا ہے تو وہ شخص بڑوں چھوٹوں سے گفتگو کرتے ہوئے حیاء کو ملحوظ خاطر رکھے گا جس کی وجہ سے وہ کڑوی سے کڑوی بات کو بھی صفت حیاء کے باعث برداشت کرلے گا اور جواب کڑواہٹ سے نہیں دے گا یا تو وہ خاموش ہوجائے گا یا پھر احسن انداز سے سمجھا دے گا یعنی اسے گفتگو کے آداب آجائیں گے۔ اسی طرح کسی بھی لہو ولعب، کھیلوں، برے کاموں (یعنی چوری کرنا، جوا کھیلنا، انٹرنیٹ کا غلط استعمال، کسی کو ایذاء دینا وغیرہ) میں شمولیت اختیار نہیں کرے گا اگر کوئی مائل بھی کرے گا تو اس کو رب سے حیاء آئے گی کہ وہ دیکھ رہا ہے ہم ایسا کام نہ کریں جو اس کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اگر تمام انسان اپنا اپنا محاسبہ کرکے اس خصلت کی طرف رغبت پیدا کرلیں تو معاشرہ اخلاق باختگی کا شکار نہیں ہوگا۔

جودوسخا

اگر معاشرہ میں دولت، امراء کے گرد ہی گردش کرتی رہے تو اس سے امیر امیر تر اورغریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ میں حسد، بغض، کینہ، نفرت، لالچ، ڈاکہ زنی کا عام رواج ہوجاتا ہے۔

لہذا اگر صفت سخاوت کو اپنا لیا جائے اور امراء طبقہ نمود ونمائش پر خرچ کرنے کے بجائے زکوۃ و خیرات کے ذریعے سے لوگوں کی بلکہ اپنے رشتہ داروں کی بھی مالی معاونت کریں اور ان کے بچوں کو اچھی تعلیم دلائیں تاکہ وہ بھی معاشرے کے باعزت شہری بن کر زندگی بسر کرسکیں تو یوں معاشرے سے آہستہ آہستہ غربت و افلاس کا بھی خاتمہ ہوجائے گا۔ اس صفت کو اپنانے کے باعث معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچ سکتا ہے اور آپس میں بھائی چارگی واخوت ومحبت کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔

اس کی ذمہ داری دو طبقات پر عائد ہوتی ہے جس میں ایک والدین اور دوسرے اساتذہ ہیں۔ ان دونوں طبقات کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو اوائل دور سے ہی اخلاقیات، بڑے چھوٹوں کا احترام سکھائیں۔ صبر کے ثمرات بتاکر ابتداء چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ذریعے صبر کی تلقین کریں۔ اپنے سے کم تر اور غریبوں کا احساس کرنا سکھائیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ معاشرے کی تباہی کے ذمہ دار سب سے زیادہ یہی لوگ ہیں والدین بچوں کو سکول، اکیڈمی میں داخل کر کے اپنی ذمہ داری مکمل سمجھتے ہیں اور بچوں کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں۔ وہ چاہے سیاہ کریں یا سفید، بڑوں کے ساتھ چاہے کتنا ہی بے ادبی سے بات کریں اس کو وہ Confidence کا نام دیتے ہیں مگر بات صرف یہ ہے کہ اس طرح سے وہ اپنی جان بچاتے ہیں کہ ان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں۔ اسی وجہ سے بڑے ہوکر وہ بچے اپنے والدین کا بھی احترام نہیں کرتے اور بڑے سے بڑے اور برے سے برے کام کو کر گزرتے ہیں۔ اسی طرح سے اساتذہ بھی اب بچوں کی تربیت پہلے کے اساتذہ کی طرح نہیں کرتے انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ بچہ تعلیمی میدان میں کامیاب ہوسکے گا یا نہیں اچھی تربیت پاکر اچھا شہری بنے گا یا نہیں انہیں صرف ہر ماہ اپنی سیلری سے غرض ہوتا ہے۔ اساتذہ نے ذریعہ معاش بنایا ہوا ہے لہذا بچے دونوں جانب سے خودمختاری حاصل کرکے معاشرے کے بگاڑ کا باعث بن رہے ہیں۔ جہاں تک میانہ روی کا تعلق ہے کہ بے جا نمود ونمائش پر خرچ نہ کریں تو موجودہ دور کی مائیں جو بچے کی پہلی درسگاہ مانی جاتی ہیں وہ خود بے جا نمود ونمائش اور اصراف پر پیسہ خرچ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ دور کی بیٹیوں اور ماؤں کی بہترین تربیت کی جائے تاکہ آنے والی نسل ہماری اخلاقی قدروں سے آشنا ہوسکے اور ہر کوئی ایسے صالح، متقی، نیکوکار علماء جو آپ کا اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ تعلق پختہ کردیں، جڑ جائیں تاکہ آپ محاسبہ نفس کے ذریعے اپنی بھی اصلاح کرسکیں اور اپنی نسل کو بھی اسلامی تعلیمات واخلاقی اقدار سے روشناس کراسکیں اور روزمحشر اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بھی سرخرو ہوسکیں۔

☆☆☆☆☆

یوم عید الاضحیٰ ـــ ایثار و قربانی کا دن

از: بتول

عید کا روز پرکیف و پرمسرت دن ہے۔ جب تمام لوگ اپنے غموں کو بھول کر صرف اور صرف ایک دوسرے میں خوشیاں بانٹتے ہیں۔ غسل کر کے نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں، عید ملتے ہیں اپنی فیملی اور مہمانوں کے لئے رنگا رنگ قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں۔ بچوں کی عید تو دیدنی ہوتی ہے۔ وہ بڑوں کو سلام و ادب پیش کرتے ہیں۔ عید مبارک کے کلمات کے کے ساتھ اپنی عیدی وصول کرتے ہیں۔

عید کی ایک خاص ڈش سویاں جو کہ برصغیر میں انتہائی مقبول مشہور ڈش ہے سے آنے والے مہمانوں کی خاطر مدارت کی جاتی ہے۔ پھر بڑے چھوٹے، امیر و غریب ایک ہی وقت میں عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ جس سے اخوت و بھائی چارہ بڑھتا ہے۔ اس دن امیر و صاحب استطاعت لوگ غریبوں کی مدد کرتے ہیں تا کہ معاشی اعتبار سے کمزور لوگ بھی عید کی خوشیوں کو اچھے انداز میں منا سکیں۔ اس کی مثال ہمیں حضور علیہ الصلوہ والسلام کی ذات مبارکہ سے ملتی ہے۔ ایک دفعہ عید کے روز آپ ﷺ عید کی نماز ادا کر کے واپس گھر تشریف لا رہے تھے تو راستے میں ایک یتیم بچے کو روتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس بچے نے جواب میں کہا یارسول اللہ ﷺ میں یتیم ہوں اور آج عید کا روز ہے میرے پاس اچھا لباس نہیں جو میں پہن سکوں۔ آپ ﷺ نے اس بچے کو چپ کرایا اور تسلی دی۔ گھر لے گئے اس کو غسل دیا پہننے کے لئے کپڑے دیئے اور بچے سے فرمایا: گھبراؤ نہیں۔ فاطمہؓ تمہاری ماں ہے، حسن و حسینؓ تمہارے بھائی اور محمد ﷺ تمہارے باپ ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے غریبوں، ناداروں کے غم غلط کرنے چاہئے۔ عید کے روز دوسروں کے دکھوں کو بانٹنا چاہئے۔ غریبوں اور نادار لوگوں کو وسائل مہیا کرنے چاہئے تا کہ وہ اپنے غموں کو بھول جائیں، عید کی خوشیاں جو ہر ایک کا حق ہیں اس کو احسن انداز میں منا سکیں۔ صرف اپنے کپڑوں اور جوتوں کا ہی خیال نہیں رکھنا چاہئے اس روز غریب لوگوں کی اخلاقی اور مالی مدد و نصرت

کرنی چاہیئے۔عید کا دن انتہائی خوشی و مسرت کا دن ہے۔ یہ دن بخشش و مغفرت کا دن ہے۔عید کا دن نزول رحمت الٰہی کا دن ہے۔سنت ابراہیمی کو زندہ کرنے کا دن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (الانعام:۱۶۲)

''بے شک میری نماز اور میری قربانی میرا مرنا اور میرا جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو دو جہانوں کا مالک ہے''۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ 10 ذوالحجہ کے دن اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ سخاوت قربانی کرنا ہے۔ بے شک قربانی کا جانور سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے وہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجاتا ہے۔

نیکیوں کی برسات

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اسے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ مٹتے ہیں۔ 10 درجے بلند ہوتے ہیں۔ جب وہ جانور کے مالک سے بات کرتا ہے تو اس کی گفتگو اسکے نامہ اعمال میں تسبیح لکھی جاتی ہے۔ جب وہ جانور خرید کر اس کے مالک کو رقم ادا کرتا ہے تو اسے ہر ایک پیسے کی بدلے سات سو نیکیاں دی جاتی ہیں۔ جانور ذبح کرنے کے لئے زمین پر ڈالتا ہے تو ساتوں زمینوں کی مخلوق اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔ بوقت ذبح اس جانور کا خون بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے خون کے ہر قطرے کے عوض دس فرشتے پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کی بخشش کے لئے دعا مانگیں گے۔ جب اس کا گوشت تقسیم کرتا ہے تو اسے ہر لقمہ کے بدلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (درۃ الناصحین، ج ۲، ص۲۸۶)

بخشش و مغفرت کا دن

جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو زمین پر اترتے ہیں اور وہ گلی کوچوں اور راستوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور بلند آواز سے پکارتے ہیں جسے جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتے ہیں: اے محمد ﷺ کی امت اپنے رب کی طرف آؤ۔ وہ تمہیں عطائے عظیم دے گا اور جب لوگ عید گاہوں میں آجاتے ہیں۔مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے اے فرشتو! اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کردے کیا بدلہ ہے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری دی جائے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کردیا پھر دعا کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے

ہیں۔ مجھے میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میری شان بلندی و مرتبہ کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لوگو! واپس جاؤ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے اور تمہاری بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے''۔

عید کا دن ایسا پرمسرت دن ہے جو رحمت و مغفرت کا دن ہونے کے ساتھ اللہ کی خوشی کا دن ہے۔ اس روز اللہ رب العزت کی ذات بہت خوش ہوتی ہے اور اپنے بندوں کو نوازتی ہے۔ گناہوں کی بخشش فرماتی ہے۔ اگر کوئی اپنے بہن بھائیوں سے ناراض ہے تو آج کے دن ان کی غلطیوں یا ایذا رسانیوں اور ناراضگیوں کو بھول کر خود اپنے بہن بھائیوں کے ہاں جا کر صلح و محبت کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے تاکہ رب کی رحمت آپ پر اور بھی ٹوٹ کر برسے اور آپ کے لئے اپنی معرفت کے دروازے وا کردے۔

اگر کوئی بہن بھائی غریب ہے تو ان کے ہاں عید کی خوشی میں تحفہ لے جائیں۔ ان پہ عیاں نہ ہونے دیں کہ وہ غریب ہے بلکہ ان کی دلجوئی کریں۔ حدیث پاک ہے کہ غریبوں، بچوں اور کمزوروں کے باعث تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ لہذا ان کے لئے کھانے کی چیز لے جائیں۔ اچھے سے کپڑے لے جائیں، بچوں کے لئے کھلونے لے جائیں تاکہ اللہ رب العزت کی ذات آپ سے خوش ہو اور مزید نوازے۔

سیر و تفریح کا دن

عید کا دن سیر و تفریح کا دن ہے۔ سیر کا مطلب ہے چلنا پھرنا، گھومنا، عید کے دن اپنے رشتہ داروں عزیز و اقارب کے ہاں جاتے ہیں۔ ملنے سے ایک دوسرے کے حالات کا جائزہ لینے سے دل کو اطمینان و راحت ملتی ہے۔ ایک دوسرے سے ملنے سے محبت بڑھتی ہے، نفرتیں اور کدورتیں مٹتی ہیں۔

بعض لوگ مل کر پارکز میں جاتے ہیں تفریح گاہوں میں جاتے ہیں خوشیوں کو دوبالا کرتے ہیں۔ ان تفریح گاہوں میں جانے کا مقصد ایک دوسرے کی زندگیوں میں رنگ بھرنا اور غم کو غلط کرنا ہوتا ہے جوکہ ذہنی و جسمانی صحت کے لئے بھی ضروری ہے اس طرح کی سیر و تفریح کا بندوبست کرنا چاہیئے۔

الغرض عید کا روز خوشیاں پھیلانے اور خوشیاں سمیٹنے کا دن ہے کیونکہ یہ دن سال میں صرف ایک بار ہی آتا ہے۔ یہ بچھڑے ہوؤں کو ملانے کا دن ہے۔ اس دن سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

شکر کا دن

عید کہ ان اللہ کے حضور شکر بجالانے کا دن ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کہا جائے گا کہ حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو جائے گا۔ ان کے لئے جھنڈا لگایا جائے گا وہ تمام جنت میں جائیں گے۔ غلاموں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ حمد کرنے والے کون ہونگے؟ فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ۳۲۶)

ضیافت کا دن

عیدالاضحیٰ کا دن قربانیوں کے گوشت کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت اور مہمان نوازی کا دن ہے۔ لہذا اس دن بلاتفریق سب کو اس میں شامل کرنا کیونکہ ان ایام میں امراء و غرباء دونوں طبقے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ لہذا قربانی کے گوشت کے تین حصے کر لینے چاہئیں۔ ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے، دوسرا حصہ اپنے گھر والوں کے لئے اور تیسرا حصہ غرباء کے لئے تاکہ تمام طبقے اس ضیافت میں شریک ہو سکیں۔

شیطان کی نوحہ زاری کا دن

جب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان عید کے روز نوحہ زاری کرتا ہے اور تمام ذریت شیطان اس کے اردگرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں استاد جی کیا بات ہے آج آپ اتنی آہ و زاری کیوں کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ

قد غفر لهذه الامة فی هذا الیوم. اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت مصطفیٰ ﷺ کو بخش دیا۔

لہذا تم انہیں دوبارہ لذتوں اور خواہشات نفسانی یعنی گناہوں میں مشغول کرو۔ (درۃ الناصحین، ص ۲۷۱)

آج کا دن توبہ و استغفار کا دن ہے۔

طریقہ نماز عیدالاضحیٰ

دو رکعت نماز عیدالاضحیٰ واجب چھ زائد تکبیروں کے ساتھ منہ طرف کعبہ شریف اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر دونوں ہاتھوں کو باندھ لیں پھر ثناء پڑھیں پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اس کے بعد آہستہ آواز میں اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھ کر کوئی سورت پڑھے پھر رکوع و سجود سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں الحمدللہ اور کوئی سورت پڑھے پھر رکوع میں جانے سے پہلے تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھائے ہر بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی بار اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے باقی نماز دوسری نماز کی طرح پوری کرے۔ آخر میں سلام پھیر دے۔

قربانی کا طریقہ

قربانی کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا اول المسلمین.

جانور کے پہلو پر اپنا داہنا پاؤں رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر تیز چھری سے جانور ذبح کریں اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اللهم تقبل منی کما تقبلت من خلیلك ابراهیم و حبیبك محمد ﷺ ☆☆☆

غربت کا خاتمہ: ایک خواب

17 اکتوبر: غربت کے خاتمے کے عالمی دن کے موقع پر خصوصی تحریر

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ اگر غربت مجھے انسان کی شکل میں نظر آئے تو میں اسے قتل کردوں۔''غربت''انسانی معاشرے کے آغاز سے ہی ایک بہت بڑے چیلنج کی صورت میں سامنے آئی ہے اوراس چیلنج سے نپٹنے کے لیے عقل وشعور وخرد، تجربہ،تاریخ،دانش ،مشورہ اوروحی سب نے کوشش کی ہے،کون کس حدتک کامیاب رہاہے یہ نوشتہ دیوار ہے جو چاہے پڑھ لے۔ایک زمانے تک غربت اور غلامی لازم و ملزوم تھے اورحق آزادی کے سلب ہوتے ہی مال و دولت اور وراثت و ثروت کے حقوق سے بھی انسانوں کو محروم کردیاجاتاتھا۔نسلوں تک صبح سے شام تک جانوروں کی طرح کام میں جتے رہنے والے نان شبینہ کے لیے بھی اپنے آقاکے سامنے دست سوال دراز کرتے تھے اوراگر مالک چاہتاتو کچھ نوالہ انکے منہ میں ڈال دیاجاتابصورت دیگر بھوکے پیٹوں رات کاٹنا اس پورے خاندان کا مقدر ہوتا۔دنیابھرکاکوئی قانون ان غلاموں کو بنیادی انسانی حقوق دینے تک کو تیار نہ تھاگویا دوسرے الفاظ میں انہیں انسان ہی تصورنہیں کیاجاتا تھا۔یہ''انسان'' اپنی محنت کے معاوضے اور اپنے وارثوں کے ترکے تک سے محروم تھے اوریہ ایک تاریخی اور تلخ حقیقت ہے کہ جانوروں سے بھی بدتر حالت میں یہ انسان اس دنیامیں اپنا عرصہ حیات مکمل کرتے تھے۔

غربت کی ایک اور بڑی وجہ معاشی ناہمواریاں ہیں اور چونکہ دراصل غربت ایک معاشی المیہ ہے اس لیے معاشی عدم اصلاحات ہی اسکی سب سے بڑی وجہ ہے۔معاشرے میں ایک طرف بہت زیادہ پیسہ ہو،خوب مزے ہوں اور بے پناہ عیاشیاں ہوں جبکہ دوسری طرف انسانوں کی زندگی گندگی کے کیڑوں سے بھی بدترہو چکی ہواوروسائل حیات سے محرومی انکا مقدر بنتی چلی جارہی ہوتو ایسی صورت میں غربت اپنی تمام قباحتوں کے ساتھ اس معاشرے کی گردن پرمسلط ہو جاتی ہے۔غربت کی ایک اوراہم وجہ معاشی نظام کے اندر سود کا درآنا تھا۔اس آسمان نے وہ وقت بھی دیکھا کہ چاندی کے پایوں والی سونے کی اینٹوں پر دھری چارپائی پر بیٹھے مہاجن کو ہاری کسان رو روکر کہہ رہاتھاکہ سود کے عوض میری اس بیٹی کو رکھ لو جب کہ اصل زر میں اگلی فصل پر لوٹا دوں گااور پھر

تاریخ نے دیکھا کہ کئی اگلی نسلیں تو گزر گئیں لیکن وہ اگلی فصل کبھی نہ آئی جس پر اصل زر کی واپسی ہونا تھی اور غریب نسل درنسل اس سود درسود کے بوجھ تلے دبتا چلا گیا اور غربت اس دنیا میں خوب پھلتی پھولتی رہی ۔سود سے دولت کا بہاؤ دولت مندوں کی طرف تیزی سے ہونے لگتا ہے اور غریب کی جمع پونجی بھی قرض کے معاوضے کے طور پر سود میں اٹھ جاتی ہے اور حالات یہاں تک آن پہنچتے ہیں کہ غریب کے ہاں نان شبینہ کے لیے بھی رقم میسر نہیں ہوتی اس طرح ایک نسل تو جیسے کیسے جل بھن کر اور غربت وغریب الدیاری میں گزارہ کر لیتی ہے لیکن اگلی نسل میں نظام کے خلاف نفرت ابھرنے لگتی ہے اور نوجوان ایک ہی معاشرے میں اتنا بڑا تفاوت دیکھ کر نفسیاتی پریشانی کا شکار رہنے لگتا ہے کہ ایک طرف تو بنیادی ضروریات وطبی وطبعی حاجات کے لیے بھی وسائل عنقا ہوں تو دوسری طرف اللوں تللوں پر بے پناہ اڑائے جا رہے ہوں اور امیر کے گھوڑوں اور کتوں کو بھی وہ کچھ مل رہا ہو جس کے بارے میں غریب کے ہاں سوچا بھی نہ جاسکتا ہو تو پھر نفرت کے جذبات جرائم کو اپنے دل میں گھر کر لیتے ہیں اور جب جائز، حلال اور درست راستے بند ہو جائیں تو حصول دولت کے دوسرے دروازے یہ نسل اپنے لیے کھول لیتی ہے۔

غربت کی اگلی وجہ ہوس زر ہے۔دن دگنی اور رات چگنی حصول دولت کی ہوس نے اور راتوں رات امیر بننے کے چکر نے انسانوں کو انسانیت کے بنیادی معیارات سے بھی ناآشنا کر دیا۔دولت، پیسہ، زر و جواہر، جائداد اور نقدی میں اضافے کی خواہش کبھی نہ ختم ہونے والی امنگ ہے ۔انسان کے پاس سونے کی ایک وادی آ جائے تو وہ خواہش کرے کہ ایک اور آ جائے اور ایک اور وادی بھی آ جائے تو خواہش کرنے لگے کی ایک اور بھی آ جائے ،یہ حرص انسان کو قبر تک لے جاتی ہے جس کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ ''مال کی کثرت نے انسان کو ہلاک کر ڈالا یہاں تک کہ اس نے قبر دیکھ لی'' (سورۃ تکاثر)۔یہ ہوس دولت جب بڑھنے لگتی ہے تو وہ تمام حدیں توڑ دیتی ہے جو مذہب ،معاشرت اور انسانی اقدار نے قائم کی ہیں۔''رام رام جپنا پرایا مال اپنا'' کے مصداق انسان کی نظر دوسرے کے مال پر اٹھنے لگتی ہے۔ وہ ہر قیمت پر دنیا بھر کی دولت سمیٹنے اور ننانوے سو کے چکر میں پڑ کر اپنی تجوری کا پیٹ بھرنے کے درپے ہو جاتا ہے ،اس مقصد کے لیے اسے اپنا ایمان ، دین، ملک، ملت، اقدار اور اپنی روایات تک کے سودے کرنے پڑیں تو اس پر بھی تیار ہوتا ہے۔نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرے میں ایک دوڑ لگ جاتی ہے اور غریب کی مزدوری ادا نہیں کی جاتی،حق دار کو اسکے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے، یتیم ،مسکین، مسافر، مریض،بیوہ اور قیدیوں سمیت مفلوک الحال طبقے جو ہر معاشرے کا لازمی جزو ہوتے ہیں وہ اہل ثروت کی توجہ سے محروم ہو کر غربت کے اندھیری غار میں مزید نیچے تک دھنستے چلے جاتے ہیں اور معاشرے کی خوشحالی کا خواب ان دولت وزر کے ہوس زدہ لوگوں کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے اور غربت ، جہالت،فقر اور غریب الدیاری کی جڑیں گہری سے مزید گہری ہوتی چلی جاتی ہیں۔

غربت جیسے جیسے پھیلتی چلی جاتی ہے مایوسیاں اور ذہنی دباؤ انسانوں کے ذہنوں میں گھر کرتے چلے جاتے ہیں ۔تاریک مستقبل کا اندھوناک غار ان غربت کے مارے انسانوں کو کچھ بھی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔''تنگ آمد

بجنگ آمدٗ' کے مصداق ایک غریب آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کل کی بجائے آج ہی مر جائے لیکن اپنی آنے والی نسل کے لیے اچھے دن چھوڑ کر جائے ،یہ فکر اسے غلط ہاتھوں کے حوالے کر دیتی ہے اور پھر یہ غلط ہاتھ اس سے کس کس طرح کے کام لیتے ہیں ؟ اس سوال کے جواب سے آج کل کے اخبارات کی شہ سرخیاں اور سمعی و بصری ابلاغ عامہ کی چلاتی پکارتی آوازیں اور تصویریں بھری پڑی ہیں۔غریب آدمی اور اسکے بچے جب خود تو ایک ایک لقمہ روٹی کو ترسیں گے تو اس طرف کیوں نہیں دیکھیں گے جہاں اسی دنیا میں دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہوں گی؟ کیا ان کے ذہن میں سوال پیدا نہیں ہوگا کہ محنت ہم کرتے ہیں اور منافع سرمایہ دار لے جاتا ہے۔ کیا وہ یہ سوچنے پر مجبور نہیں ہوں گے کہ کھیت میں ہل ہم چلاتے ہیں اور فصل کی ساری کمائی جاگیردار لے جاتا ہے اور ان کی فکر میں کیا یہ بات نہیں آتی ہوگی کہ صبح سے شام تک خون پسینہ ہم ایک کرتے ہیں اور مالی مفاد کی تمام اکائیاں آجر کے لیے ہی مخصوص ہیں؟ ان سوالات کے جوابات پھر استحصالی طبقے کو اس وقت ملتے ہیں جب سرراہ انہیں لوٹ لیا جاتا ہے،ان کے گھروں میں داخل ہوکر ان کی خواتین سے زیور اتروا لیے جاتے ہیں اور انکے بچے اغوا کر کے ان سے بھاری تاوان وصول کیے جاتے ہیں۔غربت کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان جرائم میں اس قدر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ پھر ریاست کی قوت بھی ماند پڑنے لگتی ہے اور حقیقت تو یہ ہے ریاست کا عملہ بھی جب اس استحصالی طبقے کے ہاتھوں مار کھا کھا کر تھک جاتا ہے تو پھر ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ انقلابات ہی اسکو پر کر سکتے ہیں۔

غربت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اسباب کا قلع قمع کیا جائے ۔انفرادی غلامی کے خاتمے کا مژدہ اگرچہ ببانگ دہل سنا دیا گیا لیکن اسکی بہت بڑی قیمت اس سسکتی انسانیت سے وصول کی گئی اور اجتماعی غلامی کو غربت کی بنیاد بنا کر اس دنیا پر مسلط کر دیا گیا،فرد کی گردن سے طوق غلامی اتار کر قوموں کی گردنوں میں ڈال دیا گیا اور فرد کی غربت اور بے بسی کو قوموں میں منتقل کر دیا گیا۔ پہلے غربت کے مارے غلاموں کی منڈی لگا کرتی تھی اور زیادہ قیمت لگانے والے کو غلام فروخت کیے جاتے تھے اب قوموں کی فروخت کے لیے بولی لگتی ہے اور سب سے کم بولی لگانے والے غداران ملت کو قوموں کی باگ ڈور سونپ دی جاتی ہے اور گزشتہ صدی کا نصف آخر گواہ ہے کہ اس مصنوعی قیادت نے عالمی مالیاتی ساہوکاروں کے مقاصد پورے کرتے ہوئے پوری دنیا پر غربت ، جہالت اور ننگ و عار سے بھری ہوئی مایوسیوں کو مسلط کیا ہے ۔سود اور کسادبازری سے آلودہ معاشی نظام کو پوری دنیا کا مقدر بنا دیا گیا ہے،مغربی طرز جمہوریت اور آلودگی،چائلڈ لیبر،حقوق نسواں،خاندانی منصوبہ بندی ،امن عالم،مذہبی ہم آہنگی اور انسانی حقوق کے مقدس و محترم نعروں کے پیچھے چھپے ہوئے مکروہ،بدبودار،غلیظ اور ننگ انسانیت ارادوں نے کل انسانیت کو معاشی اور اخلاقی غربت کے گھمبیر بادلوں کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں دھکیل رکھا ہے۔

اس دنیامیں اورکل انسانیت کوغربت سے نکالنے کاایک ہی راستہ ہے کہ عدل کی بنیادپر دولت کی تقسیم کی جائے ،صدقات کا بہت بڑانظام دیانتداری کی بنیادوں پر قائم کیاجائے ،سودکوجڑ سے اکھیڑ پھینکا جائے اورسود کی بنیادپر قائم ہونے والی معیشت کے لیے اس دنیامیں کوئی جگہ باقی نہ رہے ،سودخورکواجتماعی نفرتوں کا نشانہ بنایاجائے اورہروہ فردجس کے پاس ضرورت سے زائد مال ہوایک نظام کے تحت اس سے ایک خاص حصہ ایک مخصوص مدت کے بعد وصول کرلیاجائے ۔یہ سب کچھ ممکن ہے لیکن ایک ہی صورت میں کہ جب محسن انسانیتﷺ کا آخری خطبہ اس انسانیت کامنشورقرار پائے اورقرآن عظیم کالایاہوانظام معیشیت اس دنیامیں جاری و ساری ہو جائے اوراس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دنیاکے ایوان ہائے اقتدار پر صالح ،دینداراور انسان دوست لوگ قابض ہوں۔

☆☆☆☆☆

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم پروفیسرمحمد نصراللہ معینی صاحب جوکہ تصوف کی دنیا میں بلند مقام رکھتے ہیں۔تحریک منہاج القرآن کے لئے بھی لازوال خدمات سرانجام دے رہے ہیں اورفرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر ہیں، گذشتہ دنوں ان کے داماد صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں اس دنیا فانی سے رحلت فرماگئے ہیں۔

اللہ رب العزت انہیں اپنے جوار رحمت میں بلند درجہ عطا فرمائے اوران کی اہلیہ محترمہ سعدیہ نصراللہ جوکہ ماہنامہ دختران اسلام ایڈیٹوریل بورڈ کی ممبر ہیں۔ دختران اسلام کی مستقل رائٹر کےبھی فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔منہاج القرآن کی فاضلہ ہونے کے علاوہ اساتذہ میں بھی شمار ہوتی ہیں اورتحریک منہاج القرآن کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اورانکی دومعصوم بچیوں کوصبرجمیل عطافرمائے اور مشن مصطفوی کی خیرات و برکات سمیٹتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اوراس خاندان پرکرم فرماتے ہوئے اسے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔آمین

☆ علاوہ ازیں محترم حافظ ظہیراحمد اسنادی (ریسرچ سکالرFMRi) کی ہمشیرہ اورمحترم حافظ نزاکت کی امی جان بھی رضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اوران کے لواحقین کوصبر جمیل عطافرمائے۔آمین

دعا گو: ادارہ ماہنامہ دختران اسلام + منہاج القرآن ویمن لیگ

﴿اَلْحَمِیْدُ ...... لائقِ تعریف، اچھی خوبیوں والا﴾

فحش گوئی سے نجات و درستگی عادات کیلئے وظیفہ: یَا حَمِیْدُ

فوائد و تاثیرات: اس وظیفہ کی کثرت سے اقوال و افعال کی اصلاح اور اخلاقِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں اور فحش گوئی و بدزبانی سے نجات ملتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

﴿اَلْمُحْیِی ...... زندگی دینے والا﴾

وظیفہ برائے ازالۂ درد وغم: یَا مُحْیِی

فوائد و تاثیرات: اس اسم پاک کے ورد سے درد وغم سے نجات ملتی ہے اور کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف زائل ہو جاتا ہے، دل نورِ الٰہی سے بھر جاتا ہے اور بدن میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

﴿اَلْکَرِیْمُ ...... بہت کرم کرنے والا﴾

وظیفہ برائے درستگی اخلاق و صفات: یَا کَرِیْمُ

فوائد و تاثیرات: یہ وظیفہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں اور مخلوق میں مکرّم و معزّز ہو جاتا ہے۔ اس کے ورد سے اللہ تعالیٰ بندے کے اخلاق کو سنوار کر اس کے اندر کرم، وفا اور عفو جیسی صفات ودیعت کرتا ہے۔ یہ اسم کسی کے نام کا حصہ ہو تو اس کے اندر سخاوت آ جاتی ہے اور اس کے اسباب و احوال میں اس کی برکت ظاہر ہوتی ہے۔

عام معمول: اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔☆☆

گلدستہ

مرتبہ: ملکہ صبا

انمول تحفہ

۱۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے والد کا نام حضرت عبداللہ

۲۔ دادا حضرت عبدالمطلب

۳۔ دادی حضرت فاطمہ بنت عام

۴۔ والدہ حضرت آمنہ

۵۔ نانی برہ

۶۔ آپ کی ازواج کی تعداد 11

۷۔ شہزادے 3، شہزادیاں 4

۶۔ چچا 14، پھوپھیاں 6

۹۔ دودھ شریک بھائی 6، بہنیں 3

۱۰۔ داماد: 3 نواسے 5

۱۱۔ مؤذن 4، پہرہ دار 9

۱۲۔ غلام 40

اقوال زریں

۱۔ اپنے بھائی کی پریشانی پر خوشی کا اظہار نہ کرو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسے اس سے نجات دیدے اور تمہیں اس میں مبتلا کردے۔ (ترمذی)

۲۔ مجھے نئے کپڑے میں دفن مت کرنا۔ نئے کپڑوں کے زیادہ مستحق وہ ہیں جو زندہ ہیں اور برہنہ ہیں۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۳۔ کم کھانے میں صحت، کم بولنے میں سمجھداری ہے اور کم سونا عبادت ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۴۔ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالو خواہ کم ہو یا زیادہ۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

۵۔ مسلمان اور مومن میں فرق یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جو اللہ کی مانتا ہے اور مومن وہ ہے جو اللہ کو مانتا ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰؓ)

صحت کے مسائل (ڈاکٹر مصباح کنول۔ نشتر میڈیکل کالج)

خشک اور پھٹی ہوئی ایڑیاں آپ کے پیروں کی خوبصورتی برباد کردیتی ہیں۔ گرمیوں میں آپ کھلے جوتے یا سینڈلز وغیرہ پہننے کو ترجیح دیتے ہیں ایسے میں آپ کی ایڑھیوں پر گرد اور دھول وغیرہ جم جاتی ہے جو باقاعدگی سے صفائی نہ ہونے کی وجہ سے پیروں کی جلد کی نمی ختم کردیتی ہے۔

۱۔ اس کی وجہ آپ کا بڑھتا وزن بھی ہوسکتا ہے کیونکہ آپ کا وزن آپ کے پاؤں کے اوپر آجاتا ہے لہذا وزن کم کریں۔

۲۔ اپنے پاؤں کو گرم پانی میں 10 منٹ بھگو کر Scrapper سے صاف کریں اور معیاری لوشن لگائیں اور صاف کپڑے سے صاف کرکے جرابیں پہن لیں۔

۳۔ ایک کپ دودھ اور پانچ کپ گرم پانی ملا کر ایک ٹب میں پاؤں بھگودیں پھر 1/2 کپ بادام کے تیل میں چار بڑے کھانے کے چمچ نمک یا چینی سے مساج کریں اور پاؤں صاف کرکے جرابیں پہن لیں۔

اناس کے فوائد

اسے بنگالی میں انارس کہتے ہیں اس کی کاشت بریلی اور پیلی بھیت میں خوب ہوتی ہے۔ چراہونچی میں بھی اس کی کاشت بہت زیادہ ہے اور اس جیسا اناس کسی دوسرے علاقے میں نہیں ہوتا اس کے فوائد بے شمار ہیں۔

☆ گرمی کے موسم میں اناس کا شربت پینے سے دل و دماغ کو فرحت حاصل ہونے کے علاوہ پیاس بھی بجھ جاتی ہے۔

☆ معدے اور جگر کی گرمی کو روکتا ہے اور پیشاب میں خون آنے سے روکتا ہے۔

☆ اگر کسی کے گردے و مثانے میں پتھری ہو یا پیشاب میں ریت خارج ہوتی ہو تو پیشاب لانے کی وجہ سے ان کو ڈبل نفع پہنچتا ہے۔

☆ بدہضمی کے لئے اناس کی پھانکیں کیجئے اب کالی مرچ اور پہاڑی نمک پیس کر چھڑک دیجئے۔ اس کے بعد آنچ پر گرم کر کے کھالیجئے بدہضمی دور ہوجائے گی۔

☆ اناس دل وجگر، دماغ اور معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ یرقان اور خفقان کا دافع ہے۔

☆ گرم طبیعت والوں کے لئے بہت مفید ہے۔

☆ گھبراہٹ دور کرتا ہے جسم کو فربہ کرتا ہے۔

مٹن شہنشاہی تکے

اشیاء

۱۔ گوشت کلو گرام ۲۔ پیاز 125 گرام

۳۔ ٹماٹر 50 گرام ۴۔ ادرک ایک ٹکڑا

۵۔ گھی 50 گرام ۶۔ بھنے ہوئے چنے دس گرام

۷۔ بڑی الائچی ایک عدد ۸۔ لونگ تین عدد

۹۔ سیاہ مرچیں ایک چمچ ۱۰۔ دہی ایک کپ

۱۱۔ خشک دھنیا ایک چمچ ۱۲۔ سرخ مرچیں ایک چمچ

۱۳۔ خشخاش حسب منشا ۱۴۔ نمک ایک چمچ

ترکیب

بکرے کی ران کا گوشت لے کر اسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں ادرک اور پیاز چھیل کر باریک کاٹ لیں اس کے بعد سل پر نمک سے لے کر خشخاش تک تمام اشیاء کو پیس لیں پھر فرائی پین میں گھی گرم کر کے اس میں پیاز فرائی کریں اور نکال کر باریک پیس لیں۔ اس پیاز کو بھی پسے ہوئے مصالحے میں ڈال کر دہی میں ملادیں۔ اس آمیزے کو گوشت کے ٹکڑوں پر خوب اچھی طرح ملیں تاکہ مصالحہ گوشت میں جذب ہوجائے۔ ایک گھنٹے بعد سیخ پر گوشت کے ٹکڑے لگا کر کوئلوں پر بھونیں ساتھ ساتھ گھی میں کپڑا یا روئی بھگو کر گوشت کے اوپر نچوڑتے جائیں پھر سیخ سے نکال کر پلیٹ میں سجا کر ساتھ ٹماٹر گول گول قتلوں میں کاٹ کر رکھیں۔☆☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

منہاج القرآن ویمن لیگ ناروے کے زیرِاہتمام سہ روزہ اعتکاف

رپورٹ: طاہرہ فردوس

منہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے کی زیرِنگرانی ادارہ منہاج القرآن اوسلو میں منہاج القرآن ویمن لیگ اور منہاج سسٹرز کے زیرِاہتمام رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تین روزہ نفلی اعتکاف کا انعقاد کیا گیا۔ یہ ادارہ منہاج القرآن میں ناروے کی تاریخ کا سب سے بڑا خواتین کا اعتکاف تھا جس میں پہلی مرتبہ کثیر تعداد میں خواتین اور بچیوں نے شرکت کی جنکی تعداد ۴۸ تھی۔

منہاج القرآن ویمن لیگ اور منہاج سسٹرز نے تین دن اعتکاف شیڈول کے مطابق احسن انداز میں خدمات سرانجام دیں۔ بروز جمعۃ المبارک بعداز نمازِ عصر اعتکاف کی رجسٹریشن اور معتکفات کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ محترمہ عائشہ اقبال صدر منہاج القرآن ویمن لیگ نے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پہلی مرتبہ اتنی بڑی تعداد میں خواتین اور بچیوں کی آمد پر اُن کا شکریہ ادا کیا۔ محترمہ طاہرہ فردوس سیکرٹری دعوت و تربیت نے اعتکاف کی نیت اور اغراض و مقاصد کے متعلق خصوصی بریفنگ دیتے ہوئے اعتکاف کا آغاز کروایا۔ شیڈول کے مطابق پہلے دن نمازِعشاء و نمازِ تراویح کے بعد محفل ذکر و نعت کا اہتمام تھا جس میں منہاج سسٹرز کی شیما نعت کونسل نے دف اور ذکر کے ساتھ نعت کے ذریعے خواتین اور بچیوں کے دلوں کو گرمایا۔ محترمہ اقراء مشتاق ،حرا خان اور درامن سے آئی ہوئی نعت خواں بہنوں نے بھی نہایت پرسوز نعت خوانی کی۔ اعتکاف کے دوسرے دن نماز فجر اور محفل ذکرونعت کے بعد محترمہ تسمیعہ شفیع سیکرٹری انفارمیشن منہاج القرآن ویمن لیگ نے صبر کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت موثر گفتگو کی۔ محترمہ طاہرہ فردوس نے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت۔ ایمان کی بنیاد ہے، پر خصوصی لیکچر دیا۔ منہاج سسٹرز نے نمازِعشاء کے بعد خواتین اور بچیوں کے ساتھ المنہاج السوی سے حضور ﷺ کے معجزات اور اسلام میں خواتین اور بچیوں کے حقوق کے موضوعات پر گروپ ڈسکشن کی جسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد محترمہ اِقراء اعجاز نائب صدر منہاج سسٹرز نے ذکر کی خصوصی محفل کا اِنعقاد کیا اور نہایت پُرسوز دُعا کی۔ اعتکاف کے آخری دن MKR سے محترمہ عروبہ احمد نے نارویجن میں علم کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ پھر محترمہ طاہرہ فردوس نے مذاہب اربعہ کی اہمیت پر خصوصی لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ منہاج القران کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ یہ مسلک ابوحنیفہ کا محافظ ہے۔ وہ علم جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے ذریعے ہم تک پہنچا اس کو پروان چڑھاتے ہوئے

اسی نہج پر اور عقائد کے مطابق اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ بعد میں سوال و جواب کی نشست ہوئی جس میں خواتین کے سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ اس سہ روزہ نفلی اعتکاف میں خواتین کے لیے انفرادی واجتماعی عبادات،حلقاتِ درود، نفلی نمازوں نمازِ اشراق ، نمازِ چاشت،نماز اوابین اور نماز صلوۃ التسبیح کے ساتھ ساتھ اُنکی تعلیم وتربیت کیلئے مختلف اوقات میں شیخ الاسلام کے مختلف موضوعات پر ویڈیو خطابات دکھائے گئے اور دیگر خصوصی فقہی ،تعلیمی اور روحانی نشستوں کا اہتمام کیا گیا اور نماز کا طریقہ اور ترجمہ بھی سکھایا گیا۔معتکفات کے لئے بہترین رہائش اور سحری و افطاری کا اِنتظام تھا۔آخر میں تمام خواتین کوشیخ الاسلام کی بکس ،سی ڈیزاور پھولوں کے گفٹ اور ڈپلومے دیئے گئے۔ اور پھرمحترمہ چاند بی بی صائمہ نے اختتامی دعا کرائی اوراسطرح آنسو،خوشی اور دُعاؤں کے ساتھ اعتکاف کا اِختتام اِتوار کی شام کوکیا گیا۔اعتکاف کے بہترین نظم ونسق کے لیےمحترمہ عائشہ اقبال صدر منہاج القرآن ویمن لیگ نے خصوصی کاوشیں کی اوراُن کے ساتھ محترمہ فاریہ اصغر،محترمہ تسمیعہ شفیع، محترمہ رافعہ رؤف، محترمہ نائلہ اصغر،محترمہ شفقت پروین،محترمہ عائشہ نثار،محترمہ طاہرہ فردوس ،محترمہ امبرخان اور محترمہ چاند بی بی نے خصوصی تعاون کیا۔ منہاج سسٹرزسے محترمہ اِقراء اعجاز نائب صدرمنہاج سسٹرز ، عاصمہ شوکت، ثناء یعقوب، نینا انصاری، مہک بٹ، خدیجہ سعید،ثمن بٹ، ربیعہ ملک اور اِقراء مشتاق نے خدمات سرانجام دیں۔محترم اعجاز احمد وڑائچ صدرمنہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے،محترم محمداصغرنائب صدرمنہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے محترم علامہ محمد اِقبال فانی ڈائریکٹرمنہاج القرآن انٹرنیشنل اوسلو ناروے نے اِنتظامی معاملات میں خصوصی تعاون کیا۔

رپورٹ:MSM

(رپورٹ: حنا امین)

الحمدللہ گذرتے لمحوں کے ساتھ مصطفوی سٹوڈنٹ موومنٹ مصطفوی انقلاب کی طرف گامزن ہے۔ ہر گزرا ہوا پل ہماری متاع اور ہرآنے والی ساعت ہمارا امتحان ہے۔آج MSM اپنے قیام کے 19 برس مکمل کرچکی ہے اور ہر دن کا سورج نئی توقعات کے ساتھ طلوع ہورہا ہے۔کسی بھی ملک کی ترقی وخوشحالی میں طلبہ ہمیشہ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔قوموں کا عروج وزوال اسی طبقہ کے مرہون منت ہے۔کسی تحریک کی کامیابی و ناکامی کا انحصارقوم کے نوجوان طلبہ پر ہوتا ہے۔تحریک پاکستان کی کامیابی کا سہرا علی گڑھ اور اسلامیہ کالج کے طلبہ کے سر ہے۔آج اس قوم کے حالات پھر یہ تقاضا کررہے ہیں کہ اس قوم کی بقاء کے لئے طلبہ کو اپنا کردار ادا کرنا ہے۔اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے 6اکتوبر 1994ءکوشیخ الاسلام ڈاکٹرمحمد طاہرالقادری نے ایم ایس ایم کے نام سے پاکستان بھر کے طلباء کوایک ایسا پلیٹ فارم دیا کہ جس کے ذریعے جہاں وہ اپنی اخلاقی ، روحانی،فکری اور نظریاتی تربیت کرتے ہیں وہیں وہ قوم کےحالات سے باخبر رہ کرقوم کے معماروں کے لئےمشعلِ راہ بنتے ہیں۔

قوم کی ترقی میں ہمیشہ خواتین کا ایک اعلیٰ کردار رہا ہے اور اسی کردار کو نبھانے کے لئے طالب علمی کے ہی زمانے سے MSM سسٹرز طالبات میں فکری و نظریاتی اخلاقی و روحانی اقدار کو فروغ دے رہی ہے۔ طالبات کی تعلیم و تربیت اور ان کی توانائیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے ملک بھر میں یونیورسٹیز کالجز اور سکولز میں سرگرم عمل ہے۔

موجودہ دور کی برائیوں اور تلخیوں میں نوجوانوں کو انتہائی مشکلات کا سامنا ہے۔ ہر جوان ان برائیوں سے لڑنا چاہتا ہے لیکن اگر یہی کاوش اجتماعی طور پر کی جائے تو نتائج جلد اور اچھے ثمرات لئے ہوئے ہوں گے۔ لیکن اس نتیجہ خیزی کے لئے نوجوانوں کو کچھ باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فرمایا ہے:

''آپ میری آنکھیں میرا دل اور میرا دماغ ہیں۔ آپ میری فکر کے وارث ہیں، اس مشن کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو علم اور فکر میں مضبوط کریں۔ آپ لوگ اپنے آپ کو روحانی، علمی، تعلیمی اور اخلاقی قدریں پیدا کریں اور اس پر محنت کریں۔

ہم لوگ چراغوں کی طرح ظلمت شب میں — جل جل کے زمانے کو جلا دیتے رہیں گے
طوفاں اٹھیں، آندھیاں راہوں کو مٹا دیں — ہم لوگوں کو منزل کا پتہ دیتے رہیں گے

ARY نیوز کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے

پاکستان عوامی تحریک کے ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے

پاکستان عوامی تحریک نے ملک بھر میں ARY نیوز کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے حکومت بلوچستان کے آمرانہ رویے کے خلاف مظاہرے کئے۔ آزادی صحافت سلب کرنے کے حکومت بلوچستان کے اقدام کے خلاف تمام بڑے شہروں کے پریس کلبز کے باہر احتجاجی مظاہرے کئے گئے جس میں پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان اور عوام الناس نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کر کے الیکٹرونک میڈیا کے بانی ARY کے خلاف درج کئے جانیوالے مذموم مقدمے کے خلاف آواز اٹھائی۔ اسی ضمن میں منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کے بھی لاہور پریس کلب کے باہر مظاہرے میں شریک ہزاروں افراد نے حکومت بلوچستان کے غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر اخلاقی مقدمے کو خارج کرنے کے حوالے سے پرزور مطالبہ کیا۔ پاکستان عوامی تحریک کے صدر افضل گجر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ARY کا کردار جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے میں صف اول کا ہے۔ حکومت بلوچستان اوچھے ہتھکنڈوں سے باز رہے۔ انتقامی کارروائی کے اس عمل کو ہر کوئی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ ARY نیوز پر حملہ ریاستی دہشت گردی ہے، آزادی اظہار پر تالہ لگانے کی حکومتی کوشش ناقابل قبول ہوگی۔ بلوچستان حکومت کا ARY نیوز پر مقدمہ درج کرنا ریاستی جبر ہے جسے صحافی اور عوام کے تمام طبقات قبول نہیں کریں گے۔

تحریک منہاج القرآن لاہور کے امیر محترم محمد ارشاد طاہر نے کہا کہ آزادی اظہار پر تالہ لگانے کی

حکومتی کوشش نا قابل قبول ہو گی۔حکومت وقت نے میڈیا کی آزادی سلب کرنے کیلئے ARY نیوز پر کاری ضرب لگانے کی جو بھونڈی کوشش کی ہے اسکی بھر پور مذمت کرتے ہیں۔حکومت کی طرف سے کوئی بھی ایسا اقدام قابل قبول نہ ہو گا جس سے آزادی اظہار رائے پر حرف آتا ہے۔ ARY نے ہمیشہ قومی ایشوز پر عوام کو رہنمائی دی ہے۔ناظم لاہور محترم حافظ غلام فرید نے مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الیکٹرانک میڈیا حکومتوں کو آئینہ دکھانے کا جو فریضہ انجام دے رہا ہے اس سے عوام میں شعور بیدار ہوا ہے۔شعور و آگہی پھیلانے والے ٹی وی چینل کے خلاف مقدمہ درج کرنا فسطائیت ہے جسے پرزور انداز میں روکا جائے گا۔عوام کی آواز ARY کے ساتھ شامل ہے اس لئے غیر جمہوری آمرانہ ہتھکنڈے کسی صورت برداشت نہ کئے جائیں گے۔انہوں نے کہا کہ بلوچستان حکومت کی طرف سے آزادی صحافت سلب کرنا آغاز ہے۔جلد مرکزی حکومت بھی اپنے پر نکالے گی مگر صحافتی تنظیمیں اور عوام مل کر اسے آغاز میں ہی دفن کر دینگے۔مظاہرے سے یوتھ ونگ لاہور کے صدر شہزاد قادری اور ایم ایس ایم لاہور کے رہنماء معشوف احمد نے بھی خطاب کیا۔

شیخ الاسلام کا عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس برمنگھم سے خصوصی خطاب

رپورٹ: علامہ اشفاق عالم قادری۔ڈائریکٹر آف برمنگھم

یکم ستمبر 2013ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ و یورپ کے زیراہتمام "عالمی تاجدار ختم نبوت وتحفظ مقام مصطفیٰ کانفرنس" سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی طاقتیں سوچی سمجھی منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے تحت اپنے تربیت یافتہ "القاعدہ اور طالبان" کو استعمال کر کے مسلم ممالک میں ایسی صورتحال پیدا کر رہی ہیں جہاں عالمی مداخلت کے مواقع میسر آسکیں، آئندہ دنوں میں شام میں ہونے والی کارروائیاں بھی اسی منصوبہ بندی کا تسلسل ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ شام کے خلاف جنگ بین الاقوامی سازش کا حصہ ہے۔عراق، مصر اور شام میں کبھی بھی فرقہ وارانہ یا مسلکی اختلافات نہیں رہے اور اس مسئلہ کی بنیاد پر کبھی کھلی تشدد آمیز کارروائیاں نہیں ہوئیں۔انہوں نے انکشاف کیا کہ بعض نامور اسلامی ممالک کی دولت اور اثر و رسوخ کو بھی ان مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کو باہمی اختلافات بالائے طاق رکھ کر اتحاد اور بھائی چارے کی راہ اپنانا ہو گی ورنہ ایک ایک کر کے اندرونی و بیرونی سازشوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔انہوں نے کہا مسلمانوں کے مسلکی و فرقہ وارانہ اختلافات کے خاتمہ کا واحد راستہ ایک نقطہ پر اجتماع ہے اور وہ نقطہ ارتکاز مقام محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکاری صاف صاف دائرہ اسلام سے خارج ہے اور قبر میں بھی یہی سوال سب سے اہم ہو گا کہ اے بندے تم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بارے کیا نظریہ اور رویہ اپنایا۔شیخ الاسلام نے کہا

کہ امت مسلمہ کو درپیش تمام تر مسائل کا واحد حل شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہی مضمر ہے۔

کانفرنس سے مرکزی جماعت اہلسنت یوکے و یورپ کے سرپرست محترم المقام پیر عبدالقادر شاہ جیلانی نے پاکستان سے آن لائن خطاب کیا، دیگر معزز مقررین میں حضرت پیر نقیب الرحمان (عیدگاہ شریف)، حضرت پیر عتیق الرحمان فیض پوری، علامہ احمد نثار بیگ قادری، قاضی عبدالعزیز چشتی، پروفیسر احمد حسن ترمذی، الشیخ محمّد افضل سعیدی، ابو احمد الشیر ازی، صاحبزادہ احمد حسان نقیبی، ڈاکٹر نسیم احمد، پیر سید مظہر شاہ جیلانی، مولانا بوستان القادری، صاحبزادہ ظہیر احمد نقشبندی، علامہ عبدالطیف قادری، مولانا محمّد یعقوب چشتی، میئر واتھم فاریسٹ کونسلر ندیم علی شامل تھے۔

مقررین نے ہاؤس آف کامنز لندن میں شام پر حملے کی قرارداد مسترد کرنے پر اراکین پارلیمنٹ کو سراہا اور شام کے خلاف امریکی عزائم کی پرزور مذمت کی۔

مرکزی جماعت کے رہنما علامہ احمد نثار بیگ نے کہا کہ امریکہ اس طرح پہلے عراق اور لیبیا پر جھوٹے اور غلط الزامات عائد کرکے دونوں ملکوں کو تباہ برباد کر چکا ہے اور عالمی برادری کو ملوث کرکے اپنے مذموم مقاصد پورے کر چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عراق میں نہ تو کہیں "ویپن آف ماس ڈسٹرکشن" موجود تھے اور نہ ہی وہ استعمال ہوئے، اس کے باوجود امریکہ نے اتحادی فوجوں کو ساتھ لے کر عراق پر چڑھائی کردی اور آج دنیا کا تیل پیدا کرنے والا بڑا ملک بدترین اور تباہ کن حالات سے دوچار ہے۔

مرکزی جماعت کے سابق صدر علامہ سید احمد حسن ترمذی نے کہا کہ ہم سنی کانفرنس کے بڑے اجتماع میں مطالبہ کرتے ہیں کہ افغانستان عراق، لیبیا اور دیگر تمام عرب ممالک میں امریکی مداخلت بند کی جائے اور تمام اسلامی ملکوں میں دہشت گردی انتہا پسندی اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام بند کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ایک پرامن اور مل جل کر رہنے والی کمیونٹی ہے جو جیو اور جینے دو پر یقین رکھتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے خلاف تمام منفی اور انتقامی کارروائیاں بند ہونی چاہئیں۔

مرکزی جماعت اہل سنت برطانیہ و یورپ کے صدر علامہ قاضی عبداللطیف قادری نے کانفرنس میں برطانیہ کی حکومت پر زور دیا کہ برطانوی حکومت "احمدیوں" کو مسلم کمیونٹی کا حصہ نہ سمجھے، بلکہ "احمدیوں" کو دیگر غیر مسلموں کے درجے میں رکھے۔ انہوں نے کہا کہ مملکت برطانیہ چونکہ مذہبی رواداری اور باہمی احترام پر یقین رکھنے والی ریاست ہے اس لئے ہماری مملکت برطانیہ کے ارباب اقتدار سے درخواست ہے کہ وہ منکرین ختم نبوت کو مسلمانوں سے الگ شناخت کرے اور انہیں مسلمانوں کے زمرے میں شریک نہ کریں۔

زاہد نواز راجہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اتحاد امت آج مسلم امت کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور خاص طور پر برطانیہ اور یورپ میں جہاں مسلمانوں کو بے شمار چیلنج اور مسائل درپیش ہیں یہاں مسلمانوں میں اتحاد اور یکجہتی بے حد ضروری ہے۔

کانفرنس کے پہلے حصے میں برطانوی نوجوانوں کے لیے انگریزی میں تقاریر کی گئیں اور برطانوی

مسلمانوں کو درپیش مسائل اور مشکلات پر روشنی ڈالی گئی۔ اس کانفرنس کے پہلے اجلاس کی نظامت کے فرائض صاحبزادہ محمد رضا قادری نے انجام دیے۔

شیخ الاسلام کا گوشہ درود کی پُرشکوہ عمارت منارۃ السلام کا افتتاح

تحریک منہاج القرآن کے گوشہ درود کی پرشکوہ عمارت منارۃ السلام کی تعمیر مکمل ہوگئی، جس کا افتتاح شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے دست مبارک سے کیا۔ اس موقع پر جید علماء کرام، مشائخ عظام، قائدین تحریک منہاج القرآن اور ہزاروں خواتین وحضرات موجود تھے۔

منارۃ السلام کی افتتاحی تقریب 22 اگست 2013ء کو گوشہ درود کے صفہ ہال کی چھت پر منعقد ہوئی، جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جس کی سعادت ماہر اور خوش الحان قاری محترم نور محمد چشتی نے حاصل کی۔ ان کی تلاوت میں وہ سوز، حسن، خشوع وخضوع اور اثر تھا کہ ہر آنکھ نم تھی۔ دل و زبان اللہ اکبر کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ اس تلاوت نے حضور شیخ الاسلام پر رقت کی کیفیت طاری کردی اور آپ نے اسے سراہتے ہوئے قاری صاحب کومختلف تحائف سے نوازا۔ جس کے بعد حماد مصطفیٰ المدنی اور احمد مصطفیٰ العربی نے شامی طرز پرلحن داودی میں "یا نورالعین" عربی زبان میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ علاوہ ازیں حسان منہاج محمد افضل نوشاہی، منہاج نعت کونسل ظہیر بلالی، امجد بلالی اور دیگر ثناء خواں حضرات نے گروپ کی صورت میں درود پاک اور فارسی زبانی میں نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیش کی اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا۔

اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنی گفتگو میں کہا کہ تحریک منہاج القرآن پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ نوازشات ہیں۔ تحریک کے مرکز پر قائم گوشۂ درود آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت بڑی کرم نوازی ہے، جس کی عمارت کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔ گوشہء درود حرمین شریفین کے بعد زمین پر وہ مقام ہے جہاں دن کے چوبیس گھنٹے سال کے 365 دن ہر لمحہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس پرشکوہ عمارت کی تعمیر کا سہرا دو شخصیات اوران کی ٹیم کے سر ہے۔ ایک تحریک منہاج القرآن کے نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان (پراجیکٹ ڈائریکٹر) اور دوسرے تعمیراتی کمپنی کے ڈائریکٹر خلیل احمد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان شخصیات اور ان کی ٹیموں نے خلوص اور لگن سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے انہیں دنیا وآخرت میں سرخرو فرمائے گا۔

پروجیکٹ ڈائریکٹر اور تحریک منہاج القرآن کے نائب صدر بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان نے تقریب کے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ابتدائی طور پر یکم دسمبر 2005ء کو گوشۂ درود کا آغاز تحریک منہاج

القرآن کے مرکز پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دفتر میں کیا گیا۔ بعد ازاں مولانا روم رحمہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے ماڈل پر گوشہء درود کی پرشکوہ عمارت (مینارۃ السلام) کی تعمیر شروع ہوئی، جس کی اب تکمیل ہو چکی ہے۔ یاد رہے کہ گوشہ دوود کی اس عمارت "مینارۃ السلام" کے تعمیراتی کام کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ربیع الاول (2006ء) میں اپنے دست مبارک سے رکھا تھا، جبکہ تعمیراتی کام کا باقاعدہ آغاز 18 جون 2007ء ہوا۔ یہ تعمیراتی کام ماہر انجینئروں کی نگرانی میں مکمل کیا گیا۔ مینارۃ السلام کے ساتھ صفہ ہال اور گوشہءنشینوں کے لیے قیام گاہ بھی تعمیر کی گئی۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام تنظیمی و تربیتی ورکشاپ سے خطاب

رپورٹ: ملکہ صبا

تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کے تحت منعقدہ تنظیمی و تربیتی ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا انقلابی پیغام دور حاضر کا تخلیق کردہ نہیں بلکہ 1972 میں جب منہاج القرآن کا وجود بھی نہیں تھا، اور نہ ہی رفقاء و کارکنان موجود تھے، تب بھی آپ ایک عالمگیر انقلاب کے حوالے سے سوچ رہے تھے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ اس ورکشاپ میں موجود 400 خواتین صرف 400 خواتین ہی نہیں بلکہ 400 خاندان ہیں کیونکہ جب کوئی عورت کسی مقصد کو حاصل کرنے کا عزم کر لیتی ہے تو اسے دنیا کی کوئی طاقت ایسا کرنے سے روک نہیں سکتی، اور ان شاء اللہ العزیز اس انقلاب کے لیے ہماری خواتین ہراول دستے کے طور پر ذمہ داریاں سرانجام دیں گی۔

انہوں نے ورکشاپ میں شریک تمام کارکنان خواتین اور ورکشاپ کا اہتمام کرنے پر منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کی ٹیم کو مبارکباد پیش کی۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید نے کہا ہے کہ انسانیت کی خدمت اور تعلیم و تربیت انبیاء کا مشن ہے۔ انبیاء علیھم السلام کا مشن انسانیت کیلئے رحمت ہے۔ دین اسلام خیر خواہی کا دین ہے جو مرد وخواتین دین اسلام کی اشاعت اور فروغ کیلئے جدوجہد کرتے ہیں وہ حقیقت میں انسانیت کی فلاح و بہبود کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو سیدھی راہ نصیب ہوتی ہے اور اعمال صالح اپنانے والوں کو اللہ تعالیٰ مغفرت سے نواز دیتے ہیں۔ اسلام کے بنیادی تصورات کو مسخ کرنے والوں کا محاسبہ تعلیم اور دلائل سے کرنا چاہیے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ خواتین سکالرز کی ایسی ٹیم تیار کر رہی ہے جو اسلام کے درست تصورات کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہو۔

محترمہ راضیہ نوید نے کہا کہ قرآن مسلمانوں کی فکری اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عملی رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن اور سنت کو جدا کرنے والے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام سے دوری کی وجہ سے ہم دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ تعلیم کو عام اور سستا کرنے سے ہی معاشرہ سنور سکتا ہے۔ قوم کے طلبہ و طالبات کی تربیت حکومت کی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ اسلامی تعلیمات کو عام کرنے میں جو کردار ادا کر رہی ہے یہ موجودہ دور میں سب سے بڑا جہاد ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہماری قوم میں اپنے معاشرے اور آنے والی نسلوں کی بہتری کیلئے جدوجہد کرنے کا شعور اجاگر ہو جائے تو پاکستانی معاشرہ دنیا کا بہترین اسلامی، فلاحی اور رفاحی معاشرہ بن سکتا ہے۔ جس معاشرے میں انصاف نہ ملے وہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ معصوم بچیوں کے ساتھ درندگی کے واقعات ہمارے معاشرے میں اخلاقی اور انسانی اقدار کی بدترین تصویر پیش کر رہے ہیں۔ انسان کے روپ میں بھیڑیوں سے معصوم بچیاں بھی محفوظ نہیں۔ حکومت عوام کی عزت اور جان و مال کی حفاظت میں ناکام ہو چکی ہے۔ آئے روز ایسے واقعات کا رونما ہونا انسانی قدروں کے انحطاط اور معاشرتی رویوں میں انتہائی گراوٹ کو عیاں کر رہا ہے جس کی ذمہ دار وفاقی وصوبائی حکومتیں ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ انٹرنیٹ پر غیر اخلاقی مواد کی مکمل روک تھام کیلئے ٹھوس پالیسی بنائے اور اس حوالے سے متعلقہ وزارت کو خصوصی ٹاسک دیا جائے۔

اس ایک روزہ تربیتی ورکشاپ سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی محترمہ عائشہ شبیر صدر لاہور، محترمہ ارشاد اقبال، محترمہ سیدہ شازیہ مظہر، محترمہ سیدہ نازیہ مظہر اور محترمہ حنا امین نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ تربیتی ورکشاپ میں لاہور بھر سے سینکڑوں خواتین نے شرکت کی۔

ورکرز کنونشن تحصیل گوجرانوالہ

نسرین اسلم مغل۔ ناظمہ ویمن لیگ

منہاج القرآن ویمن لیگ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام مورخہ 5 ستمبر 2013ء کو عظیم الشان ورکرز کنونشن کا انعقاد کیا گیا جس کا مقصد کارکنان کو New Vision کے مطابق ورکنگ سمجھانا تھا۔ اس ورکرز کنونشن میں گوجرانوالہ بھر سے 300 سے زائد کارکنوں نے شرکت کی۔ صدر ویمن لیگ گوجرانوالہ نے خطبہ استقبالیہ میں مرکزی مہمانوں اور تمام تنظیمات کو خوش آمدید کہا۔ مرکزی نمائندگی ناظمہ محترمہ راضیہ نوید، نائب ناظمہ محترمہ عائشہ شبیر اور ناظمہ دعوت سیدہ نازیہ مظہر نے کی۔ محترمہ عائشہ شبیر نے کارکنان کو فیلڈ میں ورکنگ کا New Setup بڑے مدلل انداز میں سمجھایا۔ ناظمہ محترمہ راضیہ نوید نے کارکنان کے ضابطہ اخلاق پر سیر حاصل گفتگو کی۔ محترمہ نازیہ مظہر نے دعوت اور تربیت کے تمام Projects پر روشنی ڈالتی ہوئے کارکنان کے تمام کام کو آسان بنانے میں مدد کی۔ ناظمہ دعوت حافظہ سحر عنبرین کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

سہ روزہ تنظیمی وزٹس

مورخہ 5 سے 8 ستمبر تک منہاج القرآن کی مرکزی ویمن لیگ نے درج ذیل اضلاع کے تنظیمی دورے کیئے۔ جن میں گوجرانوالہ، سیالکوٹ، جہلم، گجرات، منڈی بہاؤالدین، چکوال، اسلام آباد اور راولپنڈی شامل ہیں۔ رفقاء وکارکنان کو تنظیمی ڈھانچہ سے آگاہ کرنے کے لئے تمام تحصیلات کو ضلع میں ہی جمع کرلیا گیا اور پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ جہاں تنظیم نو کی ضرورت تھی وہاں تنظیم نو کی گئی جن میں سیالکوٹ، چکوال، راولپنڈی، اسلام آباد اربن شامل ہیں۔ محترمہ عائشہ شبیر نائب ناظمہ ویمن لیگ نے نئے تنظیمی سٹرکچر کے تحت منہاج القرآن ویمن لیگ کو دیئے گئے 25 لاکھ جانثار کی تعداد کے ٹارگٹ کی وضاحت کی اور ہر تحصیل کو ٹارگٹ تقسیم کئے جن میں یونٹ لیول تک تنظیم سازی، لائف ممبرشپ، سالانہ ممبرشپ اور ڈیفالٹرز کو کیسے بحال کیا جائے۔ آخر میں مصطفوی سٹوڈنٹس کو مبارکباد دی اور 100 افراد کی تیاری کے لئے تاکید کی۔ مرکزی ناظمہ دعوت محترمہ نازیہ مظہر جن کی زیرنگرانی درج ذیل پراجیکٹس چل رہے ہیں۔ حلقہ درود وفکر، عرفان العقائد کورس اور دیگر سرگرمیوں کی انہوں نے وضاحت کی۔ تحریک کے مقاصد، تعلق باللہ، ربط رسالت، رجوع الی القرآن، اتحاد امت کا فروغ، غلبہ دین حق کی بحالی کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس وقت ہم جس دور میں داخل ہوچکے ہیں۔ وہ اتحاد امت کے فروغ کا دور ہے۔ لہذا اس میں نسبت رسالت کی پختگی اور توجہ الی الرسول کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

مرکزی ناظمہ ویمن لیگ محترمہ راضیہ نوید نے 23 دسمبر سے لے کر 11 مئی تک تمام سرگرمیوں میں تنظیمات کے کردار پر مبارکباد پیش کی۔ علاوہ ازیں شیخ الاسلام کی طرف سے دستخط شدہ سرٹیفکیٹس اور کارڈز ملنے پر مبارکباد پیش کی مگر اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مصطفوی کارکنان کی ٹارگٹ ملنے کے بعد ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ قائد تحریک کی نظر اب کارکنان پر ہے کہ وہ کس طرح سرزمین پاکستان کا مقدر بدلنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز یہ اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے آخری معرکہ ہوگا۔ مگر عزم نو کی ضرورت ہے کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ حوصلے، جرات مندی اور لگن کے ساتھ اپنی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔ یہ یقین دلایا کہ انقلاب مقدر ہے اس قوم کا۔ اس یقین کے بغیر کچھ کام نہیں ہوسکتا۔ لہذا جہد مسلسل کرنی ہے۔

☆☆☆☆☆

Your Believes Don't Make You a Better Person, Your Behaviour Does

Aisha Perveen (Lecturer Virtual University of Pakistan)

It was a very hot day and an old man was selling puppets on the side of road under the tree. Ali, a ten years old boy, saw him while coming back from his school. He gave him his bottle of water to drink out of courtesy. Old man, drank and prayed for him a lot for such a kind act. You must have noticed that a small act of help has filled old man's heart with happiness and also must have made boy happy and satisified.

What was that? Have you noticed? That was a BEHAVIOUR that have filled two sad hearts with full of happiness. In some way or another we have to interact with each other; we think, we feel, we behave. If you look at your life and the people whom you have interaction (they may include your parents, siblings, friends, colleges, strangers etc.), you will realize that thought out your life you experience different behaviours of people and you also behave differently with different people in different situations. It shows that the way your behave with others and others behave with you, is very critical and important to underestand for any healthy relationship. A small gesture can change a person's life. So, never underestimate the power of your actions.

Behaviour is basically a very broad term that is the major concern of psychology. It includes: what you think, what you feel and

what you do. You exhibit and expereince different kinds of behaviours that, to agreat extent, reflect your thoughts and feelings. Sometimes, people are using very sweet word but their noverbal behaviour (e.g., facial expression, eye gaze, gestures, tone of voice etc.) heart you a lot. That's why it is said, "actions speak louder that words". These behaviors/actions reveal who we are and impact how we relate to other people. For example, when you help others it can tell about you, it tells about your nature, it tells about your personality.

Helping behavior (called pro-social behaviours) mainly represents a broad category of acts that involves voluntary behaviors that are intended to help others by donating money, efforts, even tha time you gave to others. You can help others not only in emergency situations but also in non-emergency situations. Helping can be of two types; altruistic helping and egoistic helping. Altruistic (In Urdu we called it "Eesar") help is, indeed, a poorist form of helping behaviours which is an unselfish concern for the well-being of others. There are so many people who help others without their self-interest. Abdul sattar edhi and mother Teresa are examples of altruistic people who help others not for getting popularity or any reward. Egoistic help is a consciously planned helping behaviour that is intended to benefit oneself (directly or indirectly). For example, a politician helps needy people by giving money so that they give him vote in election. He is helping but his intension is to win their votes.

In fact, people help others for several reasons. Research revealed people help others because they believe helping behavior will be rewarded in any way in future by the same person or anyone else.

You may have heard people saying "I am helping the elderly as I'm going to be old myself someday". If you observe keenly, you will find so many examples. Those people are more likely to help others who they are in good mood. In summer, due to hot whether people got frustrated but when whether is pleasantly cool in summer there are more chances of their helping behaviour for needy people. Situational factors are also very important; when you are alone and came across a person who is injured on the road, you will assume your responsibility and will more likely to help that person but when you saw a crowd around that needy person, you will less likely to help that person. Have you ever ponder upon why this happens? Why people stand by and don't Because they diffuse and share their responsibilty with others standing around by assuming that someone else will come to help that needy person.

There is a need to make people aware about helping bheaviours and the consequence of those bheaviors. It is two way traffic; you are not only helping the one who needs you but also you are earning two rewards: happiness and satisfaction and secondly, being Muslims, we believe that we will get reward of our kind acts in afterwards, due to this believe people also help others.

Islam always emphases on helping others. If you go back and enter into the world history, you will fine that Hijrat e Madina is the greatest act of communal altruism ever witnessed in the history of mankind. In Quran-e-Majeed, at several occasions Allah Almighty stressed the importance of helping behaviour "... And they give others

preference over themselves even though they were themselves in need..." (Quran 59:9)

Being a member of this society, we should play our role by assuming our responsibility. We can find ways to foster these values which will in turn foster helping behaviour. If you are a mother/father, you can help your children to learn these behaviours by being a role model because children are innocent and they imitate what their significant others are doing. If you are a wife, you can enhance your relationships by adapting positive and helping behaviours with your in-laws, who will in return, will definitely give you regard and respect. If you are a student, you can help your class fellow in exam preparation or assignment making etc. if your friend is upset due to any reason and you give him/her time and console her, this shows your concern and helping attitude. At individual level, you can foster this behaviour in yourself by personalized verbal appeals like by saying "Even a penny will help."

If you help others, you will find an inner satisfaction; a smile at another's face because of you would be a beautiful scene you ever seen. One thing that you should remember "your believes don't make you a better person, your behaviour does". Today, make a promise to be helpful for your family, friends and others and also help others to adapt helping behaviors to make the whole society harmonious and happy.

☆☆☆☆☆